Regd. No.LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376
Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in
R.N.I.No.UP.URD.03615/24/1/2001-Tc
Office Ph.No.787250 (Ext)18
Guest House-323864
FORTNIGHTLY Vol. No. : I Issue No. 20

# TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA,LUCKNOW-226 007 (INDIA) Rs. 1/-

# تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ لکھنؤ

## حریم دل

ساری مخلوق عاجز ہے، نہ کوئی تجھ کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، بس حق تعالیٰ اس کو ان کے ہاتھوں گرا دیتا ہے، اسی کا فعل تیرے اندر اور مخلوق کے اندر تصرف فرماتا ہے، جو کچھ تیرے لئے مفید یا مضر ہے، اس کے متعلق اللہ کے علم میں قلم چل چکا ہے، اس کے خلاف نہیں ہوسکتا، جو موحّد اور نیکوکار ہیں، وہ باقی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں، بعض ان میں سے ایسے ہیں جو ظاہر و باطن دونوں اعتبار سے دنیا سے برہنہ ہیں، گو دولت مند ہیں، مگر حق تعالیٰ ان کے اندرون پر دنیا کا کوئی اثر نہیں پاتا، یہی قلوب ہیں جو صاف ہیں، جو شخص اس پر قادر ہوا اس کو مخلوقات کی بادشاہت مل گئی، وہی بہادر پہلوان ہے، بہادر وہی ہے جس نے اپنے قلب کو ماسوا..... اللہ سے پاک بنایا، اور قلب کے دروازے پر توحید کی تلوار اور شریعت کی شمشیر لے کر کھڑا ہو گیا کہ مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس میں داخل نہیں ہونے دیتا، اپنے قلب کو مقلب القلوب سے وابستہ کرتا ہے، شریعت اس کے ظاہر کی تہذیب کو تہذیب سکھاتی ہے، اور توحید و معرفت باطن کو مہذب بناتی ہیں۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(تزکیہ و احسان۔ ص ۳۷۔ بحوالہ فیوض یزدانی ترجمہ الفتح الربانی)

فی شمارہ ۷ روپے | سالانہ ۱۵۰ روپے | ۱۶ جنوری ۲۰۰۲ء

Mobile: 98390 95795
Phone : 0522-301658
تبلا ونگ
اودھ کی شان اونگ ★ ٹریکس ★ کھڑکی ★ فلکس
المونیم ★ کھڑکی ★ دروازے ★ سلنگ ★ فلورک
ہمارے یہاں ہر قسم کے المونیم اور اونگ کا کام بہت ہی کفایتی قیمت پر ہوتا ہے۔
ایک بار خدمت کا موقع دیں۔
ایم۔ کے ملک، رائج ۳۰۱ راد شال کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ

Ph.No 260433 - 242946
آپ کی خدمت میں جدید و دلکش سونے چاندی کے
زیورات کے لئے
ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس
حاجی عبد الرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں، محمد معروف خاں
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

The Fragrance
of East
A quarterly English magazine published from Nadwa needs your patronage. Please subscribe it yourself and motivate others also to read it regularly.
Annual subscription is only Rs.100/- which may be sent by M.O. or Bank Draft payable to :-
The secretary
Majlise Sahafat wa Nashriat
C/o Tamir-e-Hayat, Nadwatul Ulama
P.O. Box No.93, Tagore Marg
Lucknow-226 007 (U.P.)

ہردین
گردہ کی پتھری کے لئے
آپریشن کی ضرورت نہیں

HASANI PHARMACY
حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لیے رابطہ کریں

کیپ کے اوپر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر خریدیئے

مئو کا بنا

نورانی تیل
درد، زخم، چوٹ، کٹنے، جلنے کی مشہور دوا
انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر

جاپانی کمپنی کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے
AUTO REFRCCTO METER AR-860
فوٹو کرامک ☆ کونٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس
فینسی پاور دھوپ کے چشموں کا خاص مقام
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشن ایے۔ حسن (علیگ)
شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Nadwatul Ulama
Editor: *Shamsul Haq Nadwi*

پندرہ روزہ

# تعمیرِ حیات

لکھنؤ

جلد نمبر ۳۹ | ۱۰ر جنوری سنہ ۲۰۰۲ء | مطابق | ۲۵ر شوال المکرم سنہ ۱۴۲۲ھ | شمارہ نمبر ۴

زیر سرپرستی : حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء

زیر نگرانی
مولانا عبداللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء
پروفیسر وصی احمد صدیقی
معتمد مالیات ندوۃ العلماء

مجلس ادارت
شمس الحق ندوی
(مدیر اعلی)
سید محمود حسن حسنی ندوی
معاون مدیر

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبداللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زرتعاون

سالانہ ---=/۱۵۰ روپے
فی شمارہ ---------=/۷ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی
وامریکی ممالک .....۳۵ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک جملہ.....۲۰ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ

منیجر تعمیرِ حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳
ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت ونشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیرِ حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔
Website:www.nadwatululama.org
E-mail Adress: nadwa@sancharnet.in
Ph: Office.787250(Ext)18
Guest House.323864

گزارش

خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام وپتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ (منیجر)

دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/150 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیرِ حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ (منیجر)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ ٹیگور مارگ لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیرِ حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشویس۔ کمپوزیشن مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ




# شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

از حضرت سید شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ

افادات :

ایک مجلس میں (حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے) بہت ہی ایک طویل اور عجیب کلام فرمایا (پھر ایک) فقیر نے نماز مغرب کے بعد دریافت کیا کہ حدیث لایؤمن أحدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ کے کیا معنیٰ ہیں؟ حضرت شاہ صاحب نے بہت سادگی سے اس کے لفظی معنیٰ بیان کر دیئے۔ فقیر نے عرض کیا کہ اس کے لفظی معنیٰ تو معلوم تھے، حقیقت ارشاد فرمائیں فرمایا کہ جب موتوا قبل أن تموتوا — (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے تو آدمی سب کو اپنے سے بہتر سمجھنے لگتا ہے۔ فقیر نے عرض کیا کہ اگر سختی میں اپنا نفع نظر آئے تو نفس پر سختی کرنا چاہئے فرمایا کہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اس میں اتنی استعداد نہ ہو اور وہ اس سختی پر صبر نہ کر سکنے کی وجہ سے خدا سے دور ہو جائے۔ ہاں! اگر صبر کر سکے تو یہ سختی اس کے حق میں عین نعمت وراحت ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ:

ایک مرتبہ دو ماہی گیر ایک کافر، ایک مومن، دجلہ کے کنارے مچھلی کے شکار کے لئے گئے، مومن ہر مرتبہ اللہ کا نام لے کر اپنا جال دریا میں ڈالتا تھا۔ اور ہر مرتبہ اس کا جال خالی واپس آتا تھا اور کافر ہر بار اپنے (باطل) معبودوں کا نام لے کر جال ڈالتا تھا اور جب اس کو باہر نکالتا تھا تو اس میں مچھلیاں ضرور موتی تھیں شام کے وقت صرف ایک مچھلی مومن کے جال میں آئی اور وہ بھی جال سے نکل گئی۔ کافر کے پاس مچھلیوں کا ڈھیر ہو گیا تھا۔ اور مومن ماہی گیر اس پر بہت شرمندہ اور حیرت زدہ تھا۔ اس کافر نے اس کا حال دیکھ کر کہا خالی ہاتھ واپس نہ جاؤ، یہ مچھلیاں ہمارے گھر تک پہنچا دو، اس کی مزدوری تمہیں مل جائے گی۔ فرشتوں کو اس کے حال پر بہت رحم آیا۔ اور انھوں نے خدا کے حضور میں عرض کیا کہ بارِ الٰہا اس میں کیا حکمت ہے کہ آپ کے نام پر جو جال ڈالا جاتا تھا وہ خالی نکلتا تھا اور معبودانِ باطل کے نام پر جو جال کافر ڈالتا تھا اس میں خوب مچھلیاں آجاتی تھیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ مومن جتنی بار جال پانی میں ڈالتا تھا اور اس کے خالی آنے پر ملول وشکستہ خاطر ہوتا تھا اتنی ہی بار میں اس کی شکستہ دلی کی وجہ سے بہشت میں اس کو ایک نیا درجہ عطا کرتا تھا، اور جب وہ کافر بتوں کے نام پر جال ڈالتا تھا اور مچھلیاں آنے پر خوش ہوتا تھا۔ تو میں اس کی خوشی کے بقدر جہنم میں ایک اور درجہ دینے کا حکم دیتا تھا۔

ما پردریم دشمن ومامی کشیم دوست
کس را رسد نہ چون وچرا اور حضورِ ما

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب کوئی غریب مسلمان بازار جاتا ہے اور بازار کی نعمتیں دیکھتا ہے لیکن اپنی تنگ دستی کی وجہ سے خرید نہیں سکتا اور اس پر صبر کرتا ہے۔ — اللہ تعالیٰ اس کے صبر کے معاوضہ میں جنت میں اس کو نیا درجہ عطا فرماتا ہے۔

اس مجلس میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک بار سلطان ابراہیم ادہمؒ حج کے لئے آئے ہوئے تھے، قربانی کے دن حجامت بنوانے کی ضرورت ہوئی اور ایک حجام سے بات کی لیکن جس وقت اس نے بال کاٹنے شروع کئے۔ اس وقت ایک مال دار آدمی جو اس کو ایک دینار اجرت دینے کو تیار تھا آ گیا۔ اور اس نے اس سے کہا کہ میری حجامت بنا دو، پیسہ کی لالچ میں وہ ابراہیم ادہمؒ کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور جب اس سے فارغ ہوا تو پھر ان کی طرف آیا ابھی تھوڑے ہی بال کاٹے تھے کہ ایک اور صاحب دینار آ گیا اور وہ حجام ان کو چھوڑ کر پھر اس کے بال کاٹنے میں مشغول ہو گیا۔ غرض پانچ یا چھ مرتبہ یہ قصہ پیش آیا۔ آخر کسی نہ کسی طرح جب وہ سلطان ابراہیم ادہمؒ کے بال کاٹ کر فارغ ہوا تو انھوں نے اس کو مزدوری دوگنی دی۔ وہ یہ دیکھ کر بہت شرمندہ اور حیران ہوا کہ میں نے تو ان کو اتنا پریشان اور ذلیل کیا اور یہ الٹی مجھے دوگنی مزدوری دے رہے ہیں۔ اس نے پوچھا اے درویش! آپ مجھے دو چند اجرت کیوں دے رہے ہیں؟ میں نے تو طمعِ دنیاوی اور اہل دنیا کے خوف سے آپ کی حق تلفی کی تھی مجھے تو آپ سے کچھ بھی ملنے کی امید نہ تھی۔ اگر دنیا ہی ہے تو جتنا سب دیتے ہیں وہ آپ بھی دے دیں، دو چند دینے کی کیا وجہ ہے؟ حضرت ابراہیم ادہمؒ نے جواب دیا اجرت تو حقِ محنت ہے اور زیادتی اس بات کی کہ جب تم مجھے چھوڑ کر کسی مالدار کی حجامت بنانے کے لئے جاتے تھے تو میرے نفس میں شدید غصہ اور اشتعال پیدا ہوتا تھا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ تم کو کچھ کہہ دے۔ لیکن میں نے اپنے نفس کو شکست دینے کے لئے صبر سے کام لیا اور صابرین کا درجہ بہت بڑا ہے اور یہ سب مجھے تمہاری بدولت حاصل ہوا، اس لئے درحقیقت تم میرے دوست


(باقی صـ ۲۹ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اس شمارے میں


| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | تکملہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں | حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ | ۲ |
| ۲ | برادر مکرم و عزیز مولانا سید محمد طاہر حسینیؒ (اداریہ) | مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی | ۵ |
| ۳ | بے مثال استاد و بے مثال شاگرد | حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ | ۸ |
| ۴ | شکر کا دن | مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی | ۱۴ |
| ۵ | قبر کا آرام و راحت اور اس کا عذاب | شمس الحق ندوی | ۱۹ |
| ۶ | قطعات تاریخ بر وفات مولانا سید محمد طاہر حسینی صاحبؒ | قمر سنبھلی | ۲۱ |
| ۷ | کیا آپ طالب علم ہیں؟ | محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی | ۲۲ |
| ۸ | غزل | مولانا محمد خالد فیصل ندوی خیرآبادی | ۲۴ |
| ۹ | مولانا محمد طاہر حسینی کی وفات | (ادارہ) | ۲۵ |
| ۱۰ | مغرب میں اسلام کی لہر | محمد وثیق ندوی | ۲۶ |
| ۱۱ | سالِ نو کی آمد (نظم) | خلیل پرتاب گڈھی | ۲۷ |
| ۱۲ | مطالعہ کی میز پر | شمس الحق ندوی | ۲۸ |
| ۱۳ | سوال و جواب | محمد طارق ندوی | ۲۹ |
| ۱۴ | مناجات | قمر رام نگری | ۳۱ |


## شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔

۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زرضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

## نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 40/=

۲۔ تعمیر حیات کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 50/=

۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔

۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے

۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر Rs. 80/=

## بیرون ملک کے نمائندے

**مدینہ منورہ**

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O.Box No.842
Mdina Munawwara(K.S.A)

**برطانیہ**

Dr.M.AKRAM NADWI Sb.
Oxford Center for Islamic Studies
George Street
Oxford Ox1 2AR

**ساؤتھ افریقہ**

Mr.M.YAHYA SALLO NADWI Sb.
P.O.Box No.388 Vereninging.(S.Africa)

**قطر**

Mr.ABDUL HAI NADWI Sb.
P.O.Box.No.10894, Doha-Qatar

**دبئی**

Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb.
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Ph:No.3970927

**پاکستان**

Mr.ATAULLAH Sb.
Sector A-50 Near Sau Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

**امریکہ**

Dr.A.M.SIDDQUI Sb.
98-Conklin Ave.Woodmere
New York 11598(U.S.A)





## اداریہ

سید محمد رابع حسنی ندوی

# برادر مکرم و عزیز مولانا سید محمد طاہر صاحب حسینی رحمۃ اللہ علیہ

## (سابق مددگار ناظم ندوۃ العلماء)

برادر مکرم و رفیق محترم مولانا سید محمد طاہر حسینی سابق مددگار ناظم ندوۃ العلماء اپنی طویل علالت کے بعد دوشنبہ ۸ر شوال ۱۴۲۲ھ (۲۴ر دسمبر ۲۰۰۱ء) کو فجر کے وقت اس دار فانی سے دار باقی کی طرف رحلت فرما گئے اور اپنے محبین اور اپنے قدردانوں کو بہت ملول کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی عمر شمسی تقویم کے مطابق ۷۲ سال تھی۔ لیکن سب کی دعا تھی کہ وہ مزید زندگی پائیں اور فائدہ پہنچائیں۔

مولانا ایک عالم دین صلاح و تقویٰ میں معروف اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ مولانا مرحوم ضلع مظفر نگر کے مشہور و مردم خیز قصبہ منصور پور کے محترم گھرانہ کے جس کا تعلق سادات بارہا سے ہے معزز فرد تھے۔ ہندوستان کے مسلم اقتدار کے ایک عہد میں یہ خاندان خصوصی اثر و شہرت کا مالک رہا ہے اس میں اہم شخصیتیں پیدا ہوئیں موجودہ عہد میں بھی اس میں معروف افراد پیدا ہوئے اور ان کا اپنے وقت کے بزرگوں سے تعلق رہا اسی مناسبت سے مولانا طاہر صاحب کو بھی اپنے زمانے کی مشہور دینی شخصیتوں سے وابستہ ہونے کا موقع ملا ان کو خصوصیت سے شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، مشہور بزرگ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری، اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہم سے فیض حاصل ہوا، تعلیم بھی انھیں شیوخ کی رہنمائی میں حاصل کی، جس میں حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات کا ابتدا سے حصہ رہا۔ اور دینیات کی اعلیٰ تعلیم سے فراغت حضرت شیخ الحدیث صاحب کے درس سے حاصل کی۔ بعدہٗ ندوۃ العلماء میں مولانا سید ابوالحسن علی حسنی صاحب ندویؒ کی سرپرستی میں عربی کی صلاحیت بڑھانے اور استعداد کو ثرتی دینے میں ایک سال کا وقت گزارا پھر انہی کے مشورے اور تجویز سے ایک دعوتی و تعلیمی وفد میں جو حجاز مقدس ایک سال کے لئے اس وقت کے ناظم ندوۃ العلماء مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنی اور معتمد تعلیم مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہما کی تجویز سے بھیجا گیا تھا شمولیت اختیار کی اس وفد میں مولانا موصوف کے علاوہ مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی حال معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی سابق پروفیسر ریاض یونیورسٹی ریاض، اور یہ کاتب الحروف شامل تھے۔ اس طرح کے وفد کا آغاز ایک سال پہلے ہو چکا تھا جس میں دو فضلائے ندوہ مولانا قاضی محمد معین اللہ ندوی سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء اور مولانا عبدالرشید ندوی گئے ہوئے تھے، یہ دعوتی و تعلیمی وفد حجاز مقدس میں وہاں کی اہل علم شخصیتوں سے اور کتب خانوں سے استفادہ کے ساتھ ساتھ دینی و دعوتی کام میں حصہ لینے کا مقصد رکھتا تھا اس وقت بلاد عربیہ میں جدید

تعلیم یافتہ طبقہ یورپ کے علم وتمدن سے خاصا متاثر تھا اور مولانا ڈاکٹر عبدالعلی صاحب اور مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہما کی رائے یہ ہوئی کہ ندوہ میں عربی کی استعداد حاصل کرنے والوں کو بلاد عربیہ جاکر وہاں کے تعلیم یافتہ طبقہ میں کام کرنا چاہئے پھر مولانا ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے اس کام کی سرپرستی فرمائی، وفد کی سربراہی کی اور وہاں اہل علم اور اہل ادب کی مخصوص نشستوں کا انعقاد کرواتے اور ان میں مؤثر انداز میں گفتگو فرماتے ان نشستوں میں ہم ارکان وفد شریک ہوتے اور کام کا انداز دیکھتے چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر وفد کے ارکان نے حجاز مقدس اور اس کے اطراف کے ممالک میں ایک سال سے دو سال تک کا وقت گزارا، اور اپنے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت تک حجاز مقدس میں بڑے مدارس صرف خال خال تھے۔ نیا تعلیمی نظام نہیں قائم ہوا تھا، اور تمدنی زندگی بھی بہت کمزور اور معمولی تھی البتہ علمی ودینی شخصیتیں موجود تھیں جن سے ملاقات اور ان کے علمی ودینی فیض سے فائدہ اٹھانے کے اچھے مواقع تھے ان مواقع سے ارکان وفد نے فائدہ اٹھایا وہاں کی علمی ودینی شخصیتوں سے ملاقات اور ان سے نجی طریقے سے استفادہ کیا اس سلسلے میں اس وقت کے حرم مکی کے اول امام شیخ عبدالمہیمن مصری سے جو وہاں قائم مدرسہ سلفیہ کے مدیر بھی تھے اور نماز میں ان کی قرأت بہت اچھی تھی نجی طور پر وقت لے کر مولانا محمد طاہر صاحب قرآن مجید سناتے اور تصحیح قرأت کا اہتمام کرتے اس طرح سے بھی انھوں نے فائدہ اٹھایا اس میں مجھے بھی ان کی رفاقت کی سعادت ملی اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے حفظ قرآن کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا جو حجاز سے واپسی تک قائم رہا۔ اس طالب علمانہ وفد کے ارکان میں سے اکثر ۱۹۵۱ء کے آخر میں ہندوستان واپس آگئے البتہ مولانا طاہر صاحب نے مزید ایک سال وہاں موجود تبلیغی جماعت کی معیت میں گذارا۔ مولانا سعید احمد خاں صاحب وہاں کی جماعت کے سربراہ تھے، مولانا طاہر صاحب کو ان کی رہنمائی اور معیت حاصل رہی وہ ان کے مشورہ سے جماعت لے کر شام و عراق بھی گئے پھر ہندوستان واپس آئے۔

ہندوستان کی واپسی پر غالباً یہاں کی مشغولیتوں اور علالتوں کی بناء پر حفظ قرآن کا یہ سلسلہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا البتہ قرأت قرآنی کے اس استفادہ کے نتیجے میں ان کی قرأت قرآن عربی کے دلکش انداز سے ہوتی تھی۔

مولانا سید محمد طاہر صاحب دو سال کا وقت ۱۹۵۰ء کے آخر سے ۱۹۵۲ء کے آخر تک کا وقت گزار کر ہندوستان واپس آئے، اس مدت کا بیشتر وقت انھوں نے مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ مین گزارا اور تھوڑا وقت شام اردن وغیرہ میں دعوتی مقصد سے گزارا اور وہ فائدہ حاصل کیا جو اس سفر کا مقصد تھا۔ ہندوستان واپس آنے پر مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے مشورے سے ان کے برادر اکبر مولانا ڈاکٹر عبدالعلی حسنیؒ ناظم ندوۃ العلماء نے ان کا انتخاب اپنی ایک صاحب زادی سے رشتۂ ازدواج میں منسلک کر لینے کے لئے کیا اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے نکاح پڑھایا یہ جولائی ۱۹۵۳ء کی بات ہے مجھ کو بھی یہ موقع حاصل ہوا اس طرح میرا ان کا تعلق اور قریب ہوگیا، اور اس رشتے سے ان کا تعلق مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مزید قوی ہوگیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد سے اب تک انھوں نے معاشی انتظام نہیں کیا تھا چنانچہ اب مدارس میں تدریس کا سلسلہ اختیار کرنے کی فکر کی اور اولاً گجرات کے ایک مدرسہ میں پھر یوپی کے ایک مدرسہ میں ان کو تدریس کا موقع ملا۔

اسی دوران وہ اپنی طویل علالت کے سبب اس مشغولیت کو قائم نہ رکھ سکے اور لکھنؤ آگئے اور پھر صحت ہونے پر ان کا تعلق ندوۃ العلماء کے تعلیمی ادارے سے ہوگیا پھر اس کے مرکزی دفتر میں ان کو کام کرنے کا موقع ملا اور وہ اپنی صلاحیتوں کی بناء پر مددگار ناظم کے عہدے پر فائز ہوئے اور اس کام کو انھوں نے اپنی صحت کی معذوری تک بڑی خوبی سے انجام دیا، صحت کی معذوری پر ریٹائر ہوئے اور اس کے بعد تقریباً دو ڈھائی سال اپنی شدید علالتوں میں رہ کر بالآخر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ ان کی تدفین دائرہ شاہ علم اللہ تکیہ کلاں رائے بریلی میں اپنی اہلیہ دختر ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحبؒ اور حضرت مولانا سید محمد ظاہر صاحبؒ خلیفہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے پاس ہوئی۔

مولانا موصوف کا تعلق اپنے عہد کے بزرگوں سے بہت قریبی رہا، مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ اور حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی شفقتوں سے ان کو آغاز عمر ہی سے حصہ ملا تھا، حضرت نظام الدین دہلی میں واقع مدرسہ کاشف العلوم کے زمانۂ تعلیم میں مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی اور مولانا





انعام الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہما سے پڑھنے کا موقع ملا اور ان کی توجہات حاصل ہوئیں پھر مظاہر علوم سہارنپور میں تعلیم حاصل کرنے کے زمانے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ سے قریبی ربط قائم ہوا اور ان سے بیعت ہوئے اور پھر بڑی دینی ترقی کی اور اجازت بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔

مولانا سید محمد طاہر صاحب ہر سال رمضان المبارک میں اپنے شیخ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے پاس جاکر وقت گزارتے تھے اور ان کے ساتھ اعتکاف کا بھی معمول رکھتے تھے اور اس طریقے سے ان کے فیض تربیت سے فائدہ اٹھاتے تھے اس فیض صحبت سے انھوں نے بڑی دینی ترقی کی اور صلاح ونیکی میں قابل قدر مقام حاصل کیا مقررہ عبادات کے ساتھ علوم دینیہ کی صلاحیت بڑھانے کی طرف بھی توجہ رکھی ان کو باقاعدہ درجات میں تعلیم دینے کا موقع تو نہیں حاصل ہوسکا لیکن انھوں نے علوم دینیہ کی کتابوں کا مطالعہ اور نجی طریقہ سے تدریس کی مشغولیت اپنے کام کے مقررہ اوقات کے علاوہ اوقات میں جاری رکھی دفتر نظامت کے ذمہ دارانہ عہدے پر ہونے کی وجہ سے عہدہ کی ذمہ دارانہ مشغولیت کے سبب ان کو تدریس کے شعبہ میں منتقل نہ کیا جاسکا اس کسر کی تلافی انھوں نے اپنے خارج اوقات میں علمی مشغولیت سے پوری کی، اس طرح علوم دینیہ میں ان کی صلاحیت برقرار اور تازہ رہی دینی صلاح اور نیکی اور اس کے ساتھ علوم دینیہ سے واقفیت دونوں نے مل کر ان کی شخصیت میں ایک خوشنما جامعیت پیدا کردی تھی، اس طرح وہ دینی اور علمی دونوں حیثیتوں کے حامل رہے۔

اسی دوران وہ مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی کے بیس سال ناظم رہے۔

مولانا سید محمد طاہر صاحب کے والد سید محمد یوسف صاحب اگرچہ جدید تعلیم یافتہ اور حکومت کے دفتری نظام میں منسلک رہنے والے شخص تھے لیکن ان کا اپنے وقت کے ممتاز ترین بزرگوں سے عقیدت اور گہرا ربط تھا اسی کی بناء پر مولانا محمد طاہر صاحب کو شروع ہی سے ان بزرگوں کی شفقت حاصل رہی جس نے ان کو ایسی ممتاز شخصیت بننے میں مدد دی۔

مولانا محمد طاہر صاحب مظاہر علوم سے فارغ ہونے کے بعد ندوہ آنے پر ہی ہم لوگوں سے متعارف ہوئے تھے لیکن مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے ان کا ربط وتعلق ان کے مظاہر علوم میں ہونے ہی کے زمانے سے ہوگیا تھا، لکھنؤ آنے کے وقت پر اور خاص طور پر حجاز کے سفر سے میرا ذاتی ربط ان سے بڑھا جو وہاں سال بھر رفاقت کی صورت میں جاری رہا اور میں نے ان کو بہت قریب سے دیکھا اور ان سے واسطہ رہا میں نے ان کو ایک محبانہ اور ہمدردانہ مزاج کا حامل پایا، مجھے یاد نہیں کہ پورے ایک سال کمرہ کی رفاقت میں مجھے ان سے شکایت ہوئی ہو، حالانکہ سفروں میں رفقاء کے درمیان دوری کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں لیکن مولانا محمد طاہر صاحب کے ساتھ رہنے میں میں نے ان کو ایک بڑا اچھا رفیق پایا اور چونکہ ہم لوگوں کی عمروں میں تقریباً یکسانی تھی اس لئے بے تکلفی بھی رہی جو اس کے بعد بھی برابر قائم رہی اور قرابت ہوجانے کے بعد تو قرب وتعلق کا یہ سلسلہ تاحیات جاری رہا ان کی وفات سے نہ صرف یہ کہ ایک محترم دینی شخصیت سے ہم محروم ہوئے بلکہ ایک عزیز قریب اور دوست سے بھی محروم ہوگئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو ان کی نیکیوں کا بہترین صلہ عطا فرمائے اور عالم آخرت میں ان کو قبولیت کا اور بلند مقام عطا فرمائے۔

میری ماموں زاد بہن جوان کی رفیق حیات تھیں ان کا انتقال تین سال پہلے ہوا وہ بھی بہت نیک طبیعت اور ہمدردانہ مزاج کی حامل تھیں وہ محبت وخدمت کے معاملے میں خاندان میں شہرت رکھتی تھیں سبھی ان کے مداح تھے ان دونوں نے شاید اپنی نیکیوں کے سبب ہی اچھی اولاد پائی، ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں، تینوں بیٹے عالم اور معلم بنے جن میں دو حافظ قرآن ہیں، ان میں سے بڑے بیٹے عزیزی مولوی سید سلمان حسینی ندوی سلمہٗ استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء بڑی عالمانہ اور خطیبانہ خصوصیات کے مالک ہیں اور انجمن شباب اسلام کے بانی اور صدر ہیں، ان کی شہرت ہندوستان اور ہندوستان سے باہر بھی ہے ان کے دیگر بھائی عزیزان مولوی سید محمد اسحاق حسینی ندوی اور مولوی سید محمد صہیب ندوی سلمہما بھی عالم دین اور معلم بلکہ تعلیمی ودینی اداروں میں دونوں ذمہ دارانہ مقام تک رکھتے ہیں اور ان تینوں کی بہن جو کہ عزیزی ڈاکٹر سید احمد الحسنی ندوی کو منسوب ہیں وہ بھی تعلیمی امور سے دلچسپی رکھتی ہیں اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے اور مولانا سید محمد طاہر صاحب کے امتیاز کا ورثہ ان کی اولاد کے ذریعہ جاری رہے۔

# بے مثال اُستاد اور بے مثال شاگرد

● حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے شعبۂ عربی جامعہ کراچی کے سیمینار ہال میں اپنے محبوب استاذ اور مربی علامہ خلیل عرب بن محمد عرب سے منسوب لائبریری کے قیام کے موقع پر ۹ر جولائی ۱۹۷۸ء کو یہ اہم تقریر فرمائی تھی جس میں انھوں نے اپنے استاد کے احسانات کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ اور ان کے کامیاب طرز تعلیم کا ذکر بھی، اور استاد اور شاگرد کے درمیان کیسا ربط وتعلق ہونا چاہئیے یہ بھی بتایا اس لئے یہ تقریر اساتذہ اور طلباء دونوں ہی کے لئے بہت مفید ہے لہٰذا وہ اس تقریر کا ضرور مطالعہ کریں۔

یہ تقریر علامہ کی صاحبزادی پروفیسر عطیہ خلیل عرب کے شکریہ کے ساتھ ہم ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں انھوں نے یہ تقریر ٹیپ ریکارڈ سے نقل کرا کر ادارہ کو بھیجا (ادارہ)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد! صدر محترم جناب وائس چانسلر جامعہ کراچی، سید ہاشم رضا صاحب! خواہر عزیز عطیہ خلیل عرب۔

اساتذۂ طلبہ وطالبات حاضرین کرام! مجھے خوشی ہے اور میں اپنی سعادت اور ایک طرح سے شرافت سمجھتا ہوں کہ اگر مجھے اس لفظ کی اجازت دی جائے کہ میں ایک ایسی جگہ پر حاضر ہوا ہوں جس کا انتساب میرے محبوب استاد اور مربی علامہ خلیل بن محمد عرب سے ہے۔

یہاں میں مہمان کی حیثیت سے نہیں آیا، اگرچہ آپ نے مجھے ازراہِ کرم اپنی میزبانی سے نوازا ہے۔ لیکن میں اپنے کو مہمان نہیں سمجھتا بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنے گھر آیا ہوں اور ایسے خاندان کو سلام کر رہا ہوں اور اس کے ان افراد سے مل رہا ہوں جو میرے جانے پہچانے ہیں۔

حضرات! اس موقع کا تقاضا ہے اور احسان کے جس بوجھ تلے میں منت وامتنان کے ساتھ دبا ہوا ہوں اس کا تقاضا ہے کہ میں کچھ فصلِ گل کی داستان سناؤں:

داستانِ فصلِ گل خوش می سرایدِ عندلیب
زاغہا آشفتہ تر گفتند ایں افسانہ را

وہ بہت خوش نصیب انسان یا طالب علم ہے جسے ایسا استاد مل جائے جو حقیقی معنوں میں استاد ہو۔ استاد کی بڑی تعریف یہ ہے کہ وہ اپنے طالب علم کو اپنے جیسا بنانے کے لئے حریص اور بے چین ہو۔ اور اس کو خوشی ہو اگر اس کا شاگرد اس کی صرف نیک نامی اور سرخروئی کا باعث نہ ہو بلکہ لوگ اس کا تعارف اس شاگرد کے ذریعہ کرانے لگیں۔ میرا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میں اس مقام پر فائز ہوں بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس استاد میں یہ جذبہ نہیں ہے کہ وہ طالب علم کو اپنے جیسا بنا دے اور علم کو گھول کر پلا دے جیسے ہم سُنا کرتے تھے اپنی مکتبی زندگی میں کہ بھئی! کیا گھول کر پلا دیا جائے؟ کوئی علم کو گھول کر پلا نہیں سکتا لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ سچا استاد، فطری استاد، پیدائشی استاد جسے انگریزی میں BORN TEACHER۔ یا عربی میں استاد موھوب کہیں گے وہ ماں کے پیٹ سے استاد ہی پیدا ہوا۔ اس کا اصل جوہر یہ ہی ہوتا ہے کہ وہ علم گھول کر پلا دیتا ہے پھر وہ صرف اپنا علم ہی منتقل نہیں کرتا بلکہ اپنا ذوق بھی منتقل کر دیتا ہے اور اپنے شاگرد کو اپنے ذوق اور اپنی پسند وناپسندیدگی کے پیمانے بھی مستقل طور پر دے دیتا ہے۔ یہی ایک استاد کی اصل تعریف ہے۔ ہم علامہ اقبال کے تذکرے میں کبھی اس بات کو نہیں بھول سکتے۔ اور سوانح نگاروں نے کبھی اس کو نظر انداز نہیں کیا کہ اقبال نے جو بھی علمی ترقی کی اور دین سے جو ان کی رغبت یا مناسبت پیدا ہوئی اس میں ان کے استاد میر سید حسن سیالکوٹی کا بڑا حصہ ہے، میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ وہ عرب صاحب کی طرح ان اساتذہ میں تھے جو گھول کر پلا دیا کرتے تھے اور علم کو لباسِ مستعار کی طرح نہیں دیدیا کرتے تھے بلکہ علم کو گوشت پوست اور خون میں جاری کر دیا کرتے تھے ہاں، میں یہ ثابت کر سکتا ہوں۔





انوس کہ اس وقت یہاں کوئی اس کا گواہ نہیں۔ ہماری فاضل بہن اپنی عربی دانی میں خواہ کتنی ہی آگے بڑھ جائیں۔ انھوں نے اپنے والد ماجد کا وہ زمانہ نہیں دیکھا جب ان کا ذوق تدریس اپنے عروج شباب پر تھا۔ غالباً یہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئی ہوں گی، ہاں ان کے عم محترم حسین بن محمد عرب نے دیکھا ہے۔ افسوس ہے کہ اپنی بعض معذوریوں کی بناء پر وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہوتی کہ اگر حسین عرب بھی یہاں ہوتے۔ کل ہی میں ان سے مل کر آیا ہوں، تو عرب صاحب کی تعریف یہی ہے آپ حضرات کو علم ہے اور مجھے بھی کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ میری آزمائش کہئیے یا میری خوش قسمتی کہ مجھے ہندوستان سے باہر جانے کا بہت موقع ملا اور ممالک عربیہ تو کف دست کی طرح میرے سامنے رہے، کوئی ادارہ ایسا نہیں جس میں نہ گیا ہوں مجھے یاد ہے کہ میں نے جب شیخ الازہر مرشد عبدالمجید سلیم جن سے بڑا قابل شخص ابھی تک شیخ الازہر کی مسند پر نہیں آیا۔ میں قاہرہ میں چند دن رہنے کے بعد ان سے ملا۔ اور میں نے جامعہ ازہر کے بارے میں کچھ طالب علمانہ تاثرات پیش کئے چونکہ میں بھی مدرسے سے تعلق رکھتا ہوں اور اسی دنیا کا آدمی ہوں تو میں نے ان کے سامنے بلا تکلف اپنے کچھ تاثرات رکھے تو انھوں نے کہا، ـــــ، یوں کام نہیں چلے گا بلکہ آپ قلمبند کر کے دیجئے۔ تاکہ ہماری مجلس یعنی اکیڈمک کونسل اس پر غور کرے اور جو بھی مجلس شوریٰ ہے اس میں یہ رکھا جائے شیخ محمود شلتوت جو بعد میں جامعہ الازہر کے نامور شیخ ہوئے۔ ان سے شیخ الازہر نے کہا کہ شیخ ابوالحسن آپ کو لکھ کر دیں گے (میرا نام مالک عربیہ میں شیخ ابوالحسن ندوی ہے) معاف کیجئے میں ہندوستان میں علی میاں کہلاتا ہوں مگر ممالک عربیہ میں اگر آپ کسی سے بات کریں اور میرا کسی سے ذکر کریں تو کبھی نہیں پہچان سکے گا۔ انھوں نے کہا کہ استاد ابوالحسن آپ کو یادداشت لکھ کر دیں گے۔ آپ مجلس میں پیش کر دیجئے گا۔

یہ ۱۹۵۱ء کا تذکرہ ہے میں نے اپنے تاثرات قلمبند کئے اور ان کے سامنے پیش کر دیئے چند ہی سطریں پڑھیں تھیں کہ ورق پلٹ دیا اور کہا خیر یہ تو میں بعد میں پڑھ لوں گا آپ مجھے پہلے یہ بتائیے کہ آپ نے عربی کہاں پڑھی اور کس سے پڑھی۔ مجھے بتانا یہ تھا کہ شیخ محمود شلتوت جن کے علم کا شہرہ دنیا بھر میں تھا اور وہ اپنی ذہانت اور وسعت نظر میں ممتاز تھے میری عربی میں لکھی ہوئی چند سطروں کے بعد وہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکے اور ان کے ذہن پر اتنا بوجھ پڑا گویا وہ بالکل توقع نہیں رکھتے تھے کہ کوئی ہندوستانی اس طرح اپنے خیالات کا اظہار عربی میں کر سکتا ہے جب ہی انھوں نے کہا کہ یہ تو میں پڑھ لوں گا پہلے یہ بتائیے کہ آپ نے عربی کہاں پڑھی اور کس سے پڑھی تو میں نے اپنے استاد اور مربی علامہ خلیل عرب کا ذکر کیا اور ان کے طریقۂ تعلیم کے بارے میں بتایا کہ انھوں نے مجھے اس طرح عربی پڑھائی ہے۔ شیخ شلتوت نے میز پر ہاتھ مار کر تین بار کہا "یہی صحیح ترین طریقہ ہے"۔ وہ خود بہت بڑے ماہر تعلیم بھی تھے۔

حضرات! میں اتفاقات کی منطق کا قائل نہیں، نہ ہی یہ کوئی اتفاقی واقعہ تھا میں سمجھتا ہوں کہ قضا وقدر کا ایک نظام ہے، اور وہ مربوط ہے علت ومعلول کا سلسلہ بالکل مربوط ہے، کوئی چیز اس کائنات میں اتفاقی طور پر پیش نہیں آتی۔ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنَاہُ بِقَدَرٍ وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَۃٌ کَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ" تو ہر چیز تقدیر الٰہی کے مطابق ہوتی ہے، کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ آپ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں خواہ وہ خود ستائی پر محمول کیا جائے یا اظہار واقعہ پر کسی کو خبر نہ تھی کہ عربی زبان سیکھنے اور پڑھانے کا میرے شفیق بھائی جو والد کے قائم مقام تھے ان کو بھی یہ خبر نہیں تھی کہ اتنا اہتمام بالشان انتظام عربی کے لئے کیوں کیا جا رہا ہے اور اس کی ضرورت کہاں ہے۔

مجھے ہندوستان میں رہنا ہے ہندوستان میں ہی پڑھنا پڑھانا ہے اور اردو میں کام کرنا ہے، خدا کا شکر ہے کہ میں لکھنؤ میں ہی رہتا تھا۔ اور لکھنؤ گویا میرا گھر ہے تو مجھے اردو میں مہارت حاصل کرنا چاہئے تھی یا انگریزی میں کمال پیدا کرنا چاہئے تھا تاکہ میں یورپ اور امریکہ تک اسلام کی دعوت پہنچا سکوں یا پھر ہندوستان میں کوئی بڑا مقام حاصل کر سکوں۔ بس یہ تقدیر کی بات تھی اور یہ ایسا نوشتہ تھا جسے آنکھوں سے پڑھا نہیں جا سکتا۔ اور ایسے بہت سے نوشتے، نوشتۂ تقدیر ہوتے ہیں جو آنکھوں سے پڑھے نہیں جاتے، میرے بھائی (ڈاکٹر عبدالعلی) کے دل میں اللہ نے یہ بات ڈال دی کہ ہندوستان میں رہ کر عربی کا جو بہتر سے بہتر انتظام ہو سکتا ہو اور اس پر عبور حاصل کرنے کے لئے جو بہترین اسباب ہو سکتے ہوں وہ مہیا کئے جائیں۔ قدرت نے گویا پہلے ہی سے اس کا فیصلہ کر لیا تھا۔

یہ دولت میرے گھر کی تھی اس معنیٰ میں کہ خلیل عرب صاحب ہمارے محلے میں

رہتے تھے۔ اور ان کے والد (شیخ محمد بن حسین) میرے والد (شیخ عبدالحیؒ) کے ادب عربی میں استاد تھے جبکہ ان کے دادا (شیخ حسین بن محسن الانصاری) میرے والد کے حدیث میں استاد تھے، شیخ خلیل کے والد شیخ محمد بن حسین کا تعارف کم ہوا ہے جو عربی کے قادر الکلام شاعر تھے اور فن عروض کے تو وہ امام تھے، عربی نثر بھی بے تکلف لکھتے تھے۔ ان کی نشو و نما اور ان کی جوانی سب بلاد یمن میں گذری تھی تو وہ اہل زبان تھے۔ اور صاحب دیوان شاعر بھی۔ میرے والد نے عربی زبان اور ادب میں ان سے کسب فیض کیا، استفادہ کیا۔ اور حدیث میں میرے والد نے ان کے دادا شیخ حسین بن محسن انصاری یمانی سے جن کو سہیل یمانی کہنا چاہیئے جو سارے ہندوستان کے بلند پایہ محدثین کے استاد ہیں نواب صدیق حسن خاں کے استاد ہیں اور ان کے علاوہ جو علماء بھی فن حدیث میں چوٹی کے علماء اور فن حدیث میں اپنی اپنی جگہ ایک ستون سمجھے جاتے تھے وہ انھیں کے شاگرد ہیں تو میرے والد حدیث میں نہ صرف ان کے شاگرد بلکہ ممتاز و محبوب شاگرد سمجھے جاتے تھے، یہ ہمارے گھر کی دولت تھی میرے بھائی صاحب نے مجھے عرب صاحب کے حوالے کر دیا اور عرب صاحب نے ان شرطوں کے ساتھ لیا جن شرطوں پر استاد اس زمانے میں لیا کرتے تھے۔ یعنی مجھے اس کے جسم پر اختیار ہوگا۔ دماغ پر بھی اختیار ہوگا۔ کوئی حدود نہیں ہونگی کہ آج کیوں مارا اور یہ طمانچہ کہاں لگا چوٹ آئی نہیں آئی، عرب صاحب اس زمانہ کی پیداوار تھے، جب شاگرد کو استاد اپنی محبت سے نوازتے تھے اور تنبیہ و تادیب کا بھی مستحق سمجھتے تھے تو اس طرح سے انھوں نے گویا میرا چارج لیا۔ میرے بھائی صاحب کا اور ان کا گھر قریب قریب تھا۔ تو عربی کی الف ب جس کو فعل فعلا فعلوا کہتے ہیں اور جس سے آج کل آپ میں سے بہت سے لوگ گھبراتے ہوں گے۔ وہ پہلی مرتبہ میری کاپی پر انھوں نے ماضی کی گردان لکھی اور مجھ سے کہا کہ اسے یاد کرو۔

ایسا تو بہت ہوتا ہے کہ مختلف اساتذہ سے انتساب ہوتا ہے اور فخر بھی ہوتا۔ استادوں کو اور طالبعلموں کو بھی، لیکن میں بڑا خوش نصیب ہوں اور میرے ساتھ یہ استثنائی معاملہ پیش آیا کہ وہ استاد میری عربی کی ابجد سے لے کر الف باء کہنا چاہیئے یا عربی کی الف ب سے لے کر تائے تمت تک وہی میرے استاد ہیں ایسا تو اکثر ہوتا ہے کہ آدمی ایک خاص مرحلے تک کسی کا شاگرد ہوتا ہے پھر آگے بڑھ کر کالج یونیورسٹی میں پڑھتا ہے یا باہر کسی دانشگاہ میں چلا جاتا ہے داخلے کر مختلف پروفیسروں سے پڑھتا ہے۔

لیکن میرا معاملہ یہ ہے کہ میں عربی کی الف ب (المطالعۃ العربیۃ) (یہ کتاب ہمارے لئے عرب صاحب نے اپنے خاص اسلوب میں تیار کی تھی جو طالب علم میں عربی بولنے اور لکھنے کی استعداد پیدا کر دیا کرتی تھی) چنانچہ المطالعۃ العربیۃ سے لے کر قرآن کریم میں ان کی منتخب سورتیں پھر صحیح بخاری بھی مکمل انھیں سے پڑھی۔ وہ توحید کا کھرا عقیدہ رکھتے تھے اور قرآن کریم کے جلال و جمال سے خوب واقف تھے اور اس طرح انھوں نے ہمیں بھی اس کا ذوق و شوق ایسا عطا کیا تھا کہ قرآن کی تلاوت اور ایمان کی حلاوت کا صحیح لطف ملا۔ اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے عشق ہو گیا تو میں بتا رہا تھا کہ ابتدائی کتاب المطالعۃ العربیۃ سے جس کا میں بارہا تقریر و تحریر میں ذکر کر چکا ہوں وہ ان کے خود ساختہ نصاب کی بنیادیات میں تھی، عربی ادب کی آخری کتابوں نہج البلاغۃ، دلائل الاعجاز اور حماسہ ابی تمام، لامیۃ العرب اور رسائل ابی بکر خوارزمی تک میں انھیں کا شاگرد ہوں پھر میری ایک اور خوش نصیبی یہ بھی تھی کہ مجھے ان کی کنفقت و توجہ کا کوٹہ پچاس فیصد ملا میں تو یہ انکسار سے کام لے رہا ہوں میرا خیال ہے کہ ۸۰ فیصد سے زیادہ ملا۔ اس لئے کہ میرے شریک درس صرف ایک تھے میں یہ بات ایک بڑی دانشگاہ (جامعہ کراچی) میں عرض کر رہا ہوں۔ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس سے مفر نہیں اور میں کوئی تعلیمی مشورہ نہیں دے رہا ہوں۔ لیکن آج حالت یہ ہے کہ ہر یونیورسٹی اور کالج کی کامیابی سمجھی جاتی ہے کہ کلاس میں کتنے طلباء ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ۱۰۰ طالب علم ہیں ایک کلاس میں تو ان کا استاد کی توجہ کا ایک فیصد حصہ ملتا ہے۔ ہم صرف دو شاگرد تھے اور ایک استاد ایک میں اور دوسرے عرب صاحب کے چھوٹے بھائی حسین بن محمد عرب تو ہمارا کوٹہ محبت میں بہت بڑھا ہوا تھا۔ تو یہ ایک بات تھی یہاں سے پڑھ کر جب میرے قدم ہندوستان سے باہر نکلے تو رباط سے لے کر جامعہ قرویین سے مصر اور حجاز تک کوئی بڑی جامعہ تیونس کے سوا جہاں اتفاق سے میں جامعہ زیتونہ کو نہیں دیکھ سکا۔ تین جامعات عالم اسلامی میں بڑی اور قدیم کہی جاتی ہیں۔ جامعہ قرویین، جامعہ زیتونہ،





اور جامعہ الازہر۔ جامعہ زیتونہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا، لیکن جامعہ کے شیخ یا وائس چانسلر ڈاکٹر الحبیب بن خوجہ کمیٹیوں میں میرے شریک کار رہے۔ جامعہ زیتونہ میں نے دیکھی نہیں لیکن وہاں کے حالات سے واقف ہوں ڈاکٹر خوجہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور بہت سی کمیٹیوں میں ہم دونوں ساتھ تھے اور اس کے علاوہ بھی محفلوں میں ملاقات رہتی اسی طرح مصر کی مختلف النوع درسگاہوں کو دیکھا۔ دار العلوم کو دیکھا اور جامعہ فواد الاول جو جامعہ القاہرہ کہلاتی ہے وہاں گیا اور جامعہ ازہر کو تو بہت خوب دیکھا۔ اس طرح میں یہ کہہ سکتا ہوں اس لئے کہ اس کی عظمت و افتخار میں شاگرد کی حیثیت سے حصہ مجھے بھی ملتا کہ میں نے عربی ادب کا ایسا صحیح ذوق رکھنے والا استاد بلکہ جامعہ میں ایک علمی شہادت کے طور پر عرض کر رہا ہوں کہ عربی ادب کا ایسا صحیح ذوق رکھنے والا استاد جس کے اندر ادبی ذوق رچ بس گیا ہو، ایک تو یہ ہوتا ہے کہ آدمی بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت کام لے لے، ہم لوگ سب ہی یہ کرتے ہیں میں بھی یہ کرتا ہوں اس لئے کہ استاد رہا ہوں۔ مثلاً ایک مضمون پڑھانا ہے تو میں نے تیاری کی بلکہ چلتے چلتے بھی ایک نظر دیکھ لیا کہ فلاں چیز ذہن سے نکل تو نہیں جائے گی مجھے یاد ہے کہ جب بخاری شریف مجھے پڑھانے کے لئے ملی تو میں اس کا مطالعہ کرتا تھا۔ اور پھر چلتے چلتے جب تیار ہو کر جاتا تب بھی ایک نظر ڈال لیا کرتا تھا کہ کہیں راویوں کے نام ذہن سے نہ نکل جائیں۔ ابواب و تراجم کی باریکیاں نہ بھول جاؤں تو میں طالب علم کو مطمئن کر دیتا تھا۔ عرب صاحب کو اس کا اندازہ نہیں ہوتا تھا لیکن ایک چیز ہوتی ہے کہ وہ کس طرح انسان کی گھٹی میں پڑی ہو اور اس کے اندر رچ بس جاتی ہے اور خون کے اندر جاری و ساری ہو جاتی ہے تو اس کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے پھر وہ ابلتی ہے میں کہوں گا کہ نکلتی نہیں ابلتی ہے چشمۂ رواں کی طرح روئیں روئیں سے ابلتی ہے، عرب صاحب کا حال یہی تھا کہ جب وہ پڑھانے بیٹھتے تو ان پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ لکھنؤ کا یہ بازار جھاؤ لال جو محمد علی لین کہلاتی ہے وہ گلی اور امین آباد کا ایک حصہ جہاں ایک معمولی سا مکان تھا کسی کو خبر نہیں تھی کہ یہاں پر کون سا مدرسہ لگا ہے اور اس مدرسہ سے عربی زبان و ادب کی کون سی خدمت ہونے والی ہے، چٹائی پر صحیح معنی میں میں کوئی استعارہ نہیں بول رہا ہوں، وہ فرش ایسا تھا کہ اس کے موٹے موٹے بال تھے، (نمدہ) کے ہم لوگوں کے نشان پڑ جاتے تھے اور زیادہ دیر بیٹھنے سے جسم پر مہریں لگ جاتی تھیں اور اسی پر عرب صاحب خود بھی آکر بیٹھتے تھے، اگر نثر کی کوئی کتاب ہے تو عرب صاحب اس کے کسی جملے کا بڑا لطف لیتے، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کاش عربی تعلیم کی کوئی کلاس ہوتی تو وہاں عرض کرتا کہ اچھا جملہ وہ پڑھتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انھوں نے کوئی لذیذ چیز کھائی ہو اور وہ اس کا مزہ لے رہے ہوں اور ان کے منہ میں پانی بھر آیا ہے،

حضرات! یہ ایک حسی کیفیت ہوتی ہے اسے صرف ذہنی کیفیت نہیں حالانکہ یہ ایک علمی اور ذہنی کیفیت بھی ضروری ہے اور مفید بھی ہے۔ لیکن جب حسی طور پر یہ بات پیدا ہو جائے کہ معلوم ہوا کہ گم ہو گئے اور بس، عرب صاحب بار بار فرماتے کہ ارے ظالم نے یہ کیا جملہ کہہ دیا۔ اور اتنی بار دہراتے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کو انتظار ہے کہ ہم اس خوبصورت جملے کو اپنے اندر اخذ کر لیں تاکہ وہ کرنٹ ہماری طرف منتقل ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ استاد اور طالب علم کے درمیان ایک کرنٹ ہوتا ہے اگر یہ کرنٹ منتقل نہیں ہوگا تو طالب علم استاد کا مثنیٰ نہیں بن سکتا۔ اگر عربی کا شعر ہے تو ان کی حالت ایسی ہوتی تھی اور اس قدر جوش و خروش کے ساتھ پڑھتے کہ پورا کمرہ گونج اٹھتا تھا بعض مرتبہ آدمی اچھل جائے، مجھے آج تک یاد ہے اور میں یہ بات بتا سکتا ہوں کہ ان کو کون۔ کون سے شعر پسند تھے اور یہی تعریف ہے ایک کامیاب استاد کی۔ آج کتنے طالب علم ہیں جو یہ بات بتا سکتے ہوں، خواہ اردو زبان کا معاملہ ہو یا عربی کا ان سے پوچھئے کہ آپ کے استاد کو کون کون شعر پسند ہیں ہاں میں بتا سکتا ہوں یا لکھوا سکتا ہوں بلکہ زیادہ سے زیادہ شعر سنا سکتا ہوں جو میرے استاد کو پسند تھے اور وہ مزے لے لے کر پڑھتے تھے اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ عرب ہونے کے باوجود انھیں اردو شاعری کا بھی بڑا اچھا ذوق ملا تھا۔ ان کی زندگی کا بڑا حصہ لکھنؤ میں گذرا تھا جہاں انھوں نے بڑے بڑے اساتذہ سے پڑھا تھا۔ اور ادب کا بھی ایک حاسہ یعنی ایک SCENCE ہوتا ہے جس طرح آپ حواس خمسہ سے واقف ہیں۔ ایک حاسہ اور ہوتا ہے۔ اسے آپ حاسۂ سادسہ (چھٹی حس) کہئے اور وہ ہے حاسۂ ادبیہ جس کو یہ حاسہ نہیں ملتا وہ جتنی ہی کوشش کرے کامیاب شاعر یا ادیب نہیں بن سکتا، ہاں ناقد یا مؤرخ ہو سکتا ہے،

عروض داں ہو سکتا ہے، خامیاں نکال سکتا ہے۔ لیکن وہ صحیح معنوں میں ادیب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ حاسۂ ادبیہ سے محروم ہوتا ہے اور میرا خیال ہے کہ ابھی کئی حاسے اور ہوں گے جن کا ابھی تک انکشاف نہیں ہوا۔ ان میں سے ایک دینی حاسہ بھی ہوتا ہے بعض لوگوں میں دینی حاسہ نہیں ہوتا۔ اور جن لوگوں میں یہ دینی حاسہ نہیں ہوتا۔ ان کو مصیبت یہ ہوتی ہے کہ ہزار دلیلیں دیں مگر وہ دینی حاسہ ان کے اندر موجود نہیں ہوتا۔ جو وہ اس سے کام لیں جیسے بعض لوگوں کے اندر موسیقی کا حاسہ (SCENCE) نہیں ہوتا ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اچھے سے اچھا شعر پڑھیئے وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے، میں ایک لطیفہ سناؤں مجھے دو سال ہوئے میں رباط گیا تھا وہاں مسلم یونیورسٹیز کا فیڈریشن کا مرکز ہے میں ندوۃ العلماء کے ناظم کی حیثیت سے اس کا رکن ہوں وہاں ایک بڑے علامہ اور دار الحدیث کے شیخ عمید (DEAN) تھے ان میں ساری خوبیاں تھیں، لیکن یہ حاسہ کم ملا تھا یا بالکل نہیں ملا تھا۔ ایک شخص نے ان کی تعریف کی بڑے اچھے آدمی ہیں۔ لیکن صبح گدگدائیے تو شام کو ہنسی آتی۔ ہنسی کے اس محرک کو اتنا لمبا سفر کرنا پڑتا ہے کہ پورا دن گزر جائے۔

(ادغدغہ صباحا، فیفسك مساء) یعنی بڑے اچھے، بڑے سنجیدہ بڑے صاحب علم لیکن ان میں لطف اندوز ہونے یا انجوائے (ENJOY) کرنے کا حاسہ نہیں ہے تو صبح کو گدگدائیے اور شام کو ہنسی آئے تو شام تک کھڑا رہے گا کہ ہنسی آئی کہ نہیں غرض یہ حاسہ عرب صاحب کو خوب ملا تھا۔

مثلاً مجھے یاد ہے کہ ایک بار وحشت کلکتوی کا شعر انھوں نے اس طرح سنایا کہ بس تصویر بن گئے شعر یہ تھا ؎

نشان منزل جاناں ملے ملے نہ ملے
مزے کی بات ہے یہ شوق جستجو میرا

ایک عرب کو دیکھئے وہ کس طرح اس کا لطف لیتا ہے، اس شعر پر انھوں نے اس طرح پہلو بدل بدل کر داد دی ایسے ہی ان کو عربی کے شعر بہت یاد تھے، بحتری ان کا پسندیدہ شاعر تھا کہتے تھے ان کے ایک شعر پر پورا دیوان قربان کیا جا سکتا ہے۔

وکالسیف ان جئتہ مستغیثا وکالبحران جئتہ مستقیا
ان لم یکن قصدی ذنبا فقد کفی ان لا اراك عقابا

کہ اگر میرا آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہونا جرم تھا تو اس سے بڑھ کر کوئی سزا نہیں ہو سکتی کہ میں آپ کے دیدار سے محروم رہا۔ اس پر انھوں نے کہا تھا کہ دیوان قربان کیا جا سکتا ہے۔

اس وقت کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ انتظام کیوں کیا جا رہا ہے۔ ایک متوسط درجے کا ایک لڑکا جس کے بھائی بے خلک عربی کے عالم تھے لیکن انھوں نے ایم بی بی ایس بھی کیا تھا۔ اور مطب کر رہے ہیں اس کے خاندان کے کئی افراد ہندوستان سے باہر گئے آئی سی۔ ایس میں شریک ہوئے ان میں سے ایک صاحب یہاں بھی ہیں حافظ محمد اسحاق آئی سی ایس وہ میرے خاندان کے ہیں۔ وہ جس وقت وہاں گئے تو ایک دھوم مچی تھی ہمارا ضلع رائے بریلی ہے ہم لوگ نصیر آباد کے رہنے والے ہیں۔ دھوم یہ تھی کہ ولایت گئے ولایت گئے وہ آئے جب بھی بڑی دھوم ہوئی۔ میرے حقیقی خالہ زاد بھائی اس سے پہلے بیرسٹری کرنے انگلینڈ گئے تھے اور ایک تیسرے بھائی بھی امریکا گئے تھے حقیقی ماموں کے بیٹے تھے کہ ایک چھوٹا سا خاندان جس کے تین تین افراد باہر گئے ان کے ایک لڑکے کے لئے یہی سوچا جا سکتا تھا کہ اس کو انگریزی زبان میں کمال پیدا کر لینا چاہئے۔ یہی منصوبہ بنایا جا سکتا تھا لیکن کیا بات تھی کہ میرے بھائی کے ذہن میں یہ بات آئی کہ مجھے عربی پڑھائی جائے اور عربی پڑھنے کے لئے اس وقت بھی دیوبند تھا، ندوۃ العلماء تھا، مظاہر العلوم سہارن پور تھا۔ لیکن قبل اس کے کہ میں ندوۃ العلماء سے فیض حاصل کرتا مجھے ایک عرب استاد کے سپرد کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عربی زبان سے میرے لئے غیریت نہیں رہی مجھے یاد ہے کہ پندرہ سولہ سال کی عمر میں پہلی مرتبہ لاہور آیا تو حفیظ جالندھری سے میری ملاقات کرائی گئی اور تعارف میں کہا گیا کہ یہ لڑکا لکھنؤ سے آیا ہے جو آب حیات اور "گل رعنا" کا حافظ ہے، گل رعنا میرے والد کی تھی یعنی اپنے گھر کی دولت اور "آب حیات" میں نے اتنی پڑھی تھی کہ آپ ایک مصرعہ پڑھئے میں دوسرا پڑھ دوں گا حفیظ جالندھری نے مجھ سے کہا کہ میاں ہماری مشکل یہ ہے کہ ہم پنجابی میں سوچتے اور اردو میں شعر کہتے ہیں۔ اس طرح انھوں نے یہ پوچھا کہ عربی میں سوچتے ہو اور عربی میں لکھتے ہو یا اردو میں سوچتے ہو اور عربی میں بولتے ہو۔ عرب صاحب کے پڑھانے میں یہی سب سے بڑی خوبی تھی کہ وہ اپنے طالب علموں میں یہ احساس پیدا کر دیتے تھے کہ عربی گویا تمہاری زبان ہے اور جو اچھے الفاظ، محاورے ہیں یہ کسی کی ملکیت نہیں یہ تمہارے لئے بھی اسی طرح ہیں جیسے ان کے لئے جنہوں نے لکھے ہوں گے البتہ صحیح جگہ استعمال کرنے کا سلیقہ چاہئے تم صحیح جگہ استعمال کرو تمہاری بن جائے گی یہ





بھی یہ تصرف ہے۔ ایک بات مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ایک جملہ لکھا:

فلما سل سیف الصبح من سیف الظلام

ان کو معلوم تھا کہ یہ جملہ میں نے کہاں سے لیا ہے ابھی چند دن ہوئے تھے مجھے ان سے پڑھے ہوئے لیکن۔ اس قدر خوش ہوئے اتنا لپٹایا، اتنا چمٹایا، اور اسی وقت مجھے ایک روپیہ انعام دیا پھر ملائی کی برف بھی جو لکھنؤ میں بہت پسند کی جاتی ہے وہ بھی کھلائی یعنی وہ یہ احساس پیدا کر دیا کرتے تھے کہ یہ جو ورثہ یا ذخیرہ ہے وہ سربمہر نہیں ہے اور ایسا نہیں ہے کہ ختم ہو جائے یا بند کر کے رکھ دیا گیا ہے بلکہ یہ ایک ایسی دولت مشترکہ ہے جس سے سب کو فائدہ چاہئے۔ البتہ اس شخص کا حق اس پر قائم ہوتا ہے جو اس کو صحیح جگہ پر اعتدال کے ساتھ استعمال کرے۔ اگر بے جا اور بے موقع محاورات استعمال کئے جائیں تو ان میں کوئی نہ کوئی طنز نکلتا ہے اور ہمارے لکھنؤ میں اس کا بہت لحاظ رکھتے ہیں کہ یہ محاورہ یہاں نہیں بولنا چاہئے۔ یا ایسا نہ ہو کہ ابتذال کی حد تک پہنچ جائے، دوسری صفت ان کے پڑھانے کی یہ تھی کہ وہ یہ احساس پیدا کر دیا کرتے تھے کہ سب کچھ تمہارے لئے ہے تم اس کو اپنی عبارتوں میں، تقریروں اور دلیلوں میں استعمال کرو۔ سچ تو یہ ہے کہ اس سے مجھے بہت فائدہ ہوا، یہی نہیں بلکہ اہل زبان تھے، قرآن مجید کی تلاوت اس قدر خوش الحانی سے کرتے اور ان پر گریہ وزاری کے ساتھ ایسی رقت طاری ہوتی تھی کہ محلہ کی مسجد سے باہر غیر مسلم تک سن کر رک جایا کرتے تھے۔

بہر حال وہ ان گنے چنے اساتذہ میں سے تھے جو اپنا ذوق منتقل کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے اس لئے کہ ان کا یہ ذوق ان میں خود ایک چشمے کی طرح ابلتا اور اس کے لئے ضرورت تھی کہ اس چھلکتے ہوئے جام کو ٹپکنے کا موقع ملے ورنہ اگر کوئی جام بھرا ہو اور ٹپکنے کی اجازت نہ دی جائے تو پھر یہ ہوگا:

سقونی وقالوا لا تغن و ان سقواء
جبال سلیمی ما سقیت، لغنت

شاعر کہتا ہے کہ انھوں نے مجھے شراب پلائی تو بہت، لیکن کہتے ہیں کہ گنگناؤ نہیں، حالانکہ اگر یہی جام سلیمی کے پہاڑوں کو پلا دیئے جائیں تو وہ بھی گنگنانے لگیں یا نغمہ سرا ہو جائیں اس کے لئے صرف ایک آنچ کی ضرورت ہوتی ہے، عرب صاحب کے اندر ذوق و شاعری کی آگ بھری ہوئی تھی زبان کی بھی ایک آگ ہوتی ہے۔ اس کی چنگاریوں کو نکلنا چاہئے۔ اس موقع پر بغیر کسی ترتیب کے علامہ خلیل عرب اور ان کے کامیاب طریق تعلیم عربی کے بعض پہلو آپ کے سامنے رکھے ہیں اس کے لئے میری کتاب "پرانے چراغ" میں ان پر مستقل مضمون ہے میں عربی میں کئی جگہ ان کا تذکرہ اور ان کی خصوصیات کا ذکر کر چکا ہوں، خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ پہلی مرتبہ یہاں آیا جہاں عرب صاحب کے نام کی لائبریری قائم کی گئی ہے، یہ ۲۲ سال بعد میرا پاکستان کا دورہ ہے۔

اب جب آیا ہوں تو اب یہ لائبریری قائم ہو گئی ہے، انشاء اللہ پھر آیا تو ان کے نام سے کوئی عربی ادارہ بھی قائم کر دیا گیا ہوگا۔ تاکہ عرب صاحب کے کامیاب طریق تعلیم کے مطابق پاکستان میں عربی کا ذوق پیدا کیا جائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

میں جناب احسان رشید وائس چانسلر جامعہ کراچی کو مبارکباد دیتا ہوں، اور مبارکباد سے زیادہ داد دیتا ہوں کہ آپ کی جامعہ پہلی جامعہ ہے جس کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اس میں ایک عربی النسل خاندان کا ایک فرد نہیں بلکہ میری استاذ زادی میری بہن پروفیسر عطیہ خلیل عرب اس کی سربراہ اور استاذ ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں، دوسرا پروگرام بھی ہے اگرچہ:

(حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا)

# شکر کا دن

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

دائرہ شاہ علم اللہ تکیہ کلاں رائے بریلی میں عید الفطر کے موقع پر ۱۶ر دسمبر ۲۰۰۱ء اتوار کو حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے ایک بڑے مجمع کے سامنے جس میں آس پاس کے لوگ بھی تھے اور وہ لوگ بھی تھے جو یہاں اعتکاف کرنے اور وقت گزارنے آئے تھے خطاب فرمایا جو افادۂ عام کے لئے نذر قارئین کیا جارہا ہے اس کے لئے ادارہ مولوی عبدالرشید ندوی راجستھانی کا مشکور ہے جنہوں نے ٹیپ سے نقل کر کے ادارہ کے حوالہ کیا۔ (ادارہ)

حمد وثنا اور صلاۃ وسلام کے بعد

بزرگو اور دوستو!

اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مہینہ خیر وعافیت کے ساتھ گزروایا، اور عید کا دن جو خوشی کا دن ہے دکھایا۔

اس میں جو خوشی ہے وہ اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کا بابرکت مہینہ خیر وعافیت کے ساتھ گزروایا اور اس میں عمل کی جو بھی توفیق حاصل ہوئی اس پر مسرت ہوتی ہے، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ دو دن مسلمانوں کے لئے خوشی کے ہیں دونوں میں خوشی شکریہ کی ہوتی ہے، حج کے موقع پر اللہ جو توفیق دیتا ہے قربانی اور اللہ کے سامنے نیاز مندی اور عبدیت کے اظہار اور محبت کے اظہار کی اس توفیق پر آدمی خوشی کا اظہار کرتا ہے، اسی طرح تیس دن کے روزے اللہ تعالیٰ نے رکھوائے اور عبادت وتلاوت اور اللہ کی مرضی کی طلب وفکر کی جو توفیق ملی اس پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور یہ دو رکعت نماز شکرانہ کی نماز ہے کہ اے اللہ تو نے ہم کو یہ مہینہ دکھایا اس کے روزے رکھنے کی توفیق دی اور عمل کرنے کی توفیق ملی، اگر تو توفیق نہ دیتا تو ہم کو یہ عزت کہاں سے حاصل ہوتی یہ نفع کہاں سے حاصل ہوتا جو رمضان کا نفع ہے روزہ کا نفع ہے آپ سب جانتے ہیں کہ رمضان میں ایک نیکی ستر نیکی کے برابر کردی جاتی ہے اور شیاطین میں جو سخت قسم کے شیاطین ہیں ان کو قید کردیا جاتا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کو بہکائیں نہیں معمولی شیاطین چھوٹے رہتے ہیں لیکن سرکش شیاطین سب بند کردیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسا انتظام کرتا ہے کہ بندوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اس کا نام لینے کی اس سے عرض ومعروض کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق ہو اور زیادہ سے زیادہ موقع ملے، یہ موقع جس کو بھی مل جائے اس کے لئے بڑی سعادت کی بات ہے۔

اصل چیز ہے شکریہ، مسلمانوں کی ساری عبادت، سارا عمل صالح سب شکریہ ہے، شکریہ اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو زندگی دی، صحت دی اور زندگی کے سارے منافع دیئے یہ ساری چیزیں دیں، آپ سمجھ لیجئے کہ اگر شہر کے اندر کوئی دکان نہ ہو جہاں کھانے پینے کا سامان ملتا ہو تو آدمی کیا کھائے گا کیا پئے گا اور کہاں سے لائے گا؟ اسی طرح لوگ جو پوشاک پہنتے ہیں وہ بھی بازار سے لاکر پہنتے ہیں، اگر آبادی میں کہیں بھی اس کا انتظام نہ ہو کہ غلہ ملتا ہو نہ کپڑے ملتے ہوں تو آپ بتایئے کہ آدمی کہاں سے کھائے گا اور کیا پہنے گا، پانی کا نظم نہ ہو تو اپنی پیاس کیسے بجھائے گا، اللہ تعالیٰ نے ہماری ضرورت کی ساری چیزیں زمین میں رکھ دی ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ

"کہئے کہ اگر تمہارا پانی (جو تم پیتے ہو اور برتتے ہو) خشک ہو جائے تو (خدا کے سوا) کون ہے جو تمہارے لئے شیریں پانی بہالائے۔"

وہ فرماتا ہے:-

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ۔

"بھلا وہ جو تم کو رزق دیتا ہے اگر اپنا رزق بند کرلے تو کون ہے جو تم کو رزق دے۔"





یعنی وہ فرماتا ہے کہ اگر ہم تمہارا پانی زمین میں بٹھادیں وہ غائب ہو جائے تو (پانی) کہاں سے لاؤ گے، اگر رزق روک دیا جائے تو کون تمہیں رزق دے گا۔

کبھی ہم نے اس بات کو سوچا کہ ہم آسانی کے ساتھ جو پانی پیتے ہیں جو ہماری زندگی کے لئے ضروری ہے کہاں سے یہ پانی ملتا ہے؟ زمین کے اندر یہ ہمارے رب نے اتارا ہے تاکہ ہم اسے حاصل کر کے پئیں، اس بات کی طرف اللہ تعالیٰ صاف صاف توجہ دلاتا ہے دیکھئے یہ نعمت اور سہولت جو ہم کو زندگی میں حاصل ہے اگر ہم ذرا غور کریں تو یہی معلوم ہوگا کہ یہ سہولت اگر اللہ تعالیٰ پیدا نہ کرتا تو ہم کہاں سے لاتے؟

اللہ تعالیٰ نے زمین میں یہ اشیاء اتاریں تاکہ اسے نکال کر ہم استعمال کریں اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی ضرورت پوری کریں، زندگی کا سارا انتظام اللہ تعالیٰ نے کیا صحت کا انتظام کیا جسم کو جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائیں، سب اس کا کیا ہوا ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس کا فضل ہے، اگر ایک بال بھی ٹوٹ جاتا ہے تو اس سے بال تو ڑ نکل آتا ہے پھوڑا بن جاتا ہے پتہ نہیں کیا کیا ہو جاتا ہے! اللہ تعالیٰ کتنے خطرات سے محفوظ رکھتا ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ نے فرشتے مقرر کئے ہیں جو انسان کو خطرات سے بچاتے ہیں، خطرات دنیا میں اتنے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ انتظام نہ ہو تو کسی وقت بھی انسان خطرات سے بچ نہیں سکتا، پوری زندگی میں کتنے خطرات آتے ہیں اگر انسان اپنی زندگی کا جائزہ لے تو ہر ایک کو اپنی زندگی میں چار پانچ مواقع ایسے یاد آئیں گے کہ وہ بال بال بچا ورنہ وہ ختم ہو جاتا ہے، مثلاً کوئی ایکسیڈنٹ ہو گیا ٹرین کی یا بس کی ٹکر ہو گئی تھی جس میں ایسا محسوس ہوا کہ ہم مرتے مرتے بچے، ایسے کتنے ہی مواقع نظر آتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ بچاتا ہے اس نے فرشتے مقرر کیے ہیں کہ وہ ایسے موقعوں پر بچائیں، اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے زندگی دی، صحت دی اور صحت کو باقی رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں میں تاثیر رکھی جس کو ہم دوا کہتے ہیں، دوا کیا چیز ہے دوا یہی چیز ہے جس کو ہم کھاتے پیتے ہیں استعمال کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں دوا کی خصوصیت بھی رکھ دی ہے ان میں صرف پیٹ بھرنے کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ ان میں صحت کا بھی انتظام کیا ہے دوائیں اسی سے ملتی ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان اشیاء میں یہ تاثیر نہ رکھتا تو دوائیں کہاں سے ملتیں، کون اپنے مرض کو دور کرپاتا کیسے اپنا علاج کرپاتا، تو ہر چیز اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اور اس کا حصول اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت سے ہے وہ ہماری نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو مفت میں دیا ہمارا کیا استحقاق تھا جب بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو اس کو کس چیز کا استحقاق ہوتا ہے کسی چیز کا استحقاق نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے ماں کے دل میں محبت رکھی ایسی محبت کہ وہ بچہ کے لئے اپنے آپ کو نثار کردیتی ہے قربان کردیتی ہے یہ کیسے ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس میں اس محبت کو رکھا ہے فرماتا ہے ہم نے محبت رکھی ہے تاکہ نظام چل سکے اگر ماں کے دل میں یہ محبت نہ ہوتی تو کون عورت تھی جو کسی کے بچے کے لئے یہ قربانی دیتی!؟ کہاں سے یہ محبت آئی یہ اللہ نے رکھی، اللہ نے سارے انتظامات کئے ساری سہولتیں انسانوں کو دیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے بندہ اس بات کو مانتا ہے کہ نہیں مانتا ہمارے احسان کو مانتا ہے کہ نہیں، یہاں تو ہم اپنی آپس کی معاشرت میں اگر کوئی ہمیں گرمی کے موسم میں ایک گلاس پانی پلا دیتا ہے تو ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو سب کچھ دیا پھر بھی ہم اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے کون کہتا ہے؟ اور شکر صرف زبان سے ادا کرنے سے نہیں ادا ہوتا، حقیقی شکریہ ہے کہ اللہ کو ناراض نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ کی مرضی کا خیال رکھا جائے اور وقتاً فوقتاً یہ مانا جائے کہ اے پروردگار! تیرا احسان ہے تو نے سب کچھ ہم کو دیا ورنہ ہم کہاں سے لاسکتے تھے اور اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بتادیا کہ اس طرح شکر ادا کرو تو اس کو ہم تمہارا شکریہ مان لیں گے کہ تم نے ہمارا شکریہ ادا کیا اللہ کو کسی کے شکریہ کی ضرورت نہیں، نہ اس کو اپنے احسان کا صلہ چاہیے اور نہ شکریہ چاہیئے اس کی طرف سے صرف یہ ہے کہ ہم نے تم کو دیا ہے ہماری طرف سے عطیہ ہے تم کو، ہمیں اس کا بدلہ نہیں چاہیے لیکن کم سے کم مان تو لو

کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیا ہے تم دنیا کے ہر آدمی کا احسان مانتے ہو اللہ کا احسان نہیں مانتے کوئی بھی تمہارے ساتھ ذرا سا سلوک کر دے تو تم اس کا احسان مانتے ہو، لیکن اللہ کا احسان نہیں مانتے پانچ وقت نماز نہیں پڑھ سکتے جس میں پانچ پانچ منٹ لگتے ہیں تم اتنا وقت نہیں نکال سکتے اللہ کے شکریہ کے لئے؟

تم سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تم شکریہ ادا کرنے کے لئے امریکہ جاؤ یا یورپ جاؤ یا عرب جاؤ تم تو یہیں اپنے محلہ کی مسجد میں اور مسجد نہیں تو اپنے گھر ہی میں اللہ کا شکریہ ادا کر لو صرف پانچ مرتبہ اللہ کا شکر ادا کرنا ہے اور تمہیں اس کی بھی توفیق نہیں ہوئی، تم اللہ کی نعمتوں کو خوب استعمال کرتے ہو بے دھڑک استعمال کرتے ہو اور اللہ کا ذکر بھی نہیں کرتے سمجھتے ہو کہ یہ ہم نے خود حاصل کیا ہے کہاں سے حاصل کیا ہے تم نے؟

قارون نے یہ بات کہہ دی تھی جو اللہ کو بہت ناپسند ہیں قارون سے کسی نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اتنی دولت دی ہے کہ تمہارے خزانوں کی کنجیاں ایک آدمی سے نہیں سنبھل سکتیں کئی کئی آدمی مل کر کنجیاں اٹھاتے ہیں کتنے تمہاری دولت کے خزانے ہیں کچھ اللہ کے بندوں کو غریبوں کو دان کی کچھ مدد کر دیا کرو اللہ کا احسان مان لو اس نے جواب دیا تھا کہ یہ تو ہم نے اپنی عقلمندی اور محنت سے کمایا ہے کسی کا ہم پر احسان تو نہیں اللہ تعالیٰ کو یہ برا لگا اور لگنا چاہیے اللہ تعالیٰ نے اسے دھنسا دیا۔

اسی طرح ایک شخص نے بدتمیزی کی قرآن میں جو یہ آیا ہے کہ اگر یہ پانی ہم زمین میں بٹھا دیں تو تم کہاں سے پانی لاؤ گے تو ایک شخص نے بدتمیزی کی اور کہا کہ ہم زمین سے کھود کر نکال لیں گے اللہ کو یہ برا لگا اسی وقت کی اس کی آنکھ کا پانی ختم ہو گیا، اندھا ہو گیا، نکالو پانی، لاؤ پانی کہاں سے لاتے ہو؟

اللہ تعالیٰ کو بدتمیزی بری لگتی ہے کوئی بدتمیزی کرے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب آجاتا ہے، جن قوموں پر عذاب آیا ہے اسی طرح آیا کہ انہوں نے بدتمیزی کی ورنہ لوگ گناہ بہت کرتے ہیں، کس کثرت سے گناہ کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پکڑے تو کوئی انسان بچ نہیں سکتا قرآن مجید میں آیا ہے کہ اگر ہم پکڑنے لگیں لوگوں کی ہر نافرمانی پر تو کوئی انسان بچے گا نہیں ہر شخص سے کچھ نہ کچھ نافرمانیاں ہوتی ہیں لیکن جب کوئی بدتمیزی کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جلدی سزا دے دیتا ہے، جن قوموں پر عذاب آیا اسی طرح آیا کہ انبیاء ان کو سمجھاتے تھے اور انہوں نے پوری پوری زندگی ان کو سمجھانے میں وقف کر دی اور اس کے بعد وہ لوگ بدتمیزی پر اتر آئے کہنے لگے کہ لے آؤ تم جو کہتے ہو کہ عذاب آئے گا لے آؤ عذاب اس طرح کی باتیں جب کرنے لگے تو نبی نے کہا اے پروردگار ہم کیا کر سکتے ہیں سمجھا ہی سکتے تھے ہر طرح سے سمجھایا لیکن یہ اکڑ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے کہا ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج دیا، تباہ کر دیا ایسی قوم کو، زندگی اللہ کی دی ہوئی ہے وہی واپس لے سکتا ہے۔

یہ جتنی دولت ہے جتنی چیزیں ہیں سب اللہ کی مہیا کی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ واپس لے سکتا ہے ایک سال اگر وہ بارش روک دے پھر کیا ہوگا سوکھا پڑ جائے گا قحط پڑ جائے گا لوگ مرنے لگیں گے ایک سال بارش نہ ہو آپ دیکھیں کہ کبھی بارش کم ہوتی ہے تو کیا ہوتا ہے غلہ میں کمی ہو جاتی ہے اگر ایک سال اللہ تعالیٰ بارش کو روک لے تو قحط پڑ جائے گا اور سیکڑوں ہزاروں آدمی مر جائیں گے اور اگر زمین کو ہلا دے اللہ تعالیٰ۔ یہ زمین و آسمان سب اس کے ہاتھ میں ہیں اس کے قبضہ میں ہیں۔ تو ہزاروں لوگ دب کر مر جائیں گے تو اپنے مالک کا جس نے ہمیں سب کچھ دیا کم سے کم اس کا ہم احسان تو مان لیں۔

تو اللہ تعالیٰ یہ رمضان بھیجتا ہے روزہ رکھواتا ہے کیوں رکھواتا ہے ہم کو مشقت میں مبتلا کرنے کے لئے نہیں بلکہ جنت میں ہماری راحت بڑھانے کے لئے وہاں کا آرام بڑھانے کے لئے وہ یہ سب کرتا ہے تو تکلیف دینے کے لئے نہیں کرتا جتنی تکلیف مومن کو دی جاتی ہے یعنی صاحب ایمان کو اللہ کے وفادار بندے کو اس کو جتنی تکلیفیں بیماری اور مصیبتیں دی جاتی ہیں کیوں دی جاتی ہیں؟ وہ اس لئے دی جاتی ہیں کہ آخرت میں اس کا صلہ ملے، اللہ پاک نے یہ طے کر لیا ہے کہ مومن کو جو تکلیفیں آتی ہیں اس کا صلہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دے گا اور کئی گنا کر کے دے گا بڑھا کے دے گا اور کسی مومن کا اگر اللہ کے حکم سے چار پیسے کا نقصان ہوا ہے تو ہزاروں پیسے وہاں اس کو مل جائیں گے ہزاروں کا سامان مل جائے





گا، اللہ تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے تو جو اللہ تعالیٰ کے مومن بندے ہیں جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اس کا شکر ادا کرتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ انتظام کرتا رہتا ہے کہ ان کی نیکیاں بڑھ جائیں ان کو جنت میں زیادہ سے زیادہ انعام ملے اللہ تعالیٰ اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ بندہ ہم کو مان رہا ہے ہماری اطاعت کر رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے دینے کے لئے آخرت رکھی ہے کبھی دنیا میں بھی دے دیتا ہے اللہ تعالیٰ بعض وقت دنیا میں بھی خوب دیدیتا ہے لیکن اصل انعام آخرت میں دے گا الغرض جب کسی کو تکلیف پہنچتی ہے تو آخرت میں اس کا حساب کھلتا چلا جاتا ہے اور اس میں اس کا اجر جمع ہوتا چلا جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے رمضان اسی لئے رکھا تکلیف دینے کے لئے نہیں رکھا مومن کو بھوکا رکھنے کے لئے نہیں رکھا بلکہ اس لئے رکھا کہ اگر یہ تھوڑی سی بھوک پیاس برداشت کر لے گا تو اتنا دیں گے وہ ہم دیکھتے نہیں ہیں اس دنیا میں دکھائی نہیں دیتا لیکن یہ حقیقت ہے اللہ کا فرمان ہے اور اللہ کا فرمان کوئی جھوٹ تو ہو نہیں سکتا آنکھیں بند ہونے کے بعد مرنے کے بعد یہ چیزیں نظر آئیں گی یہ سب کہاں سے آیا، فرشتے بتائیں گے کہ یہ تمہیں فلاں فلاں تکلیف پہنچی تھی تم نے فلاں مشقت اٹھائی تھی یہ سب اسی کا صلہ ہے، کہیں گے اوہ! اتنا بہت صلہ حدیث شریف میں آتا ہے مومن کہے گا کاش کہ ہم کو اور تکلیف ہوتی اتنا زیادہ مل رہا ہے تو اگر ہم کو تھوڑی اور تکلیف ہو جاتی تو ہمارا کیا نقصان ہوتا، وہ تمنا کرے گا کہ ہمیں دنیا میں اور زیادہ تکلیف ہوئی ہوتی تو ہمارا حساب اور بڑھتا۔

اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں فرض کی ہیں یہ یوں ہی نہیں ہے، ہم کو پریشان کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ ہم اپنا کھاتا زیادہ سے زیادہ بڑھائیں لیکن کب؟

جب ہم ان چیزوں پر عمل یہ سمجھ کر کریں کہ اللہ کا احسان ہے یہ ہم اس کے شکر کے لئے کر رہے ہیں، نماز پڑھ رہے ہیں کیوں؟ روزہ رکھ رہے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ ہم اس کے احسان کا شکر ادا کر رہے ہیں ہم اللہ کو کچھ تھوڑی دے رہے ہیں اللہ کو کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں ساری چیزیں اللہ نے بنائیں اس کو کیا چاہیے؟ آدمی اپنی ساری دولت تقسیم کر دے غریبوں کو دے دے تو اللہ کو کیا ملے گا لیکن اللہ خوش ہوگا جب خوش ہوگا تو نہال کر دے گا سب کچھ اس کے پاس ہے اس کے پاس زمین و آسمان کے خزانے ہیں اور آخرت میں تو ایسی وسیع جنتیں ہیں کہ جس کو ناپا نہیں جا سکتا وہ سب اللہ تعالیٰ دے گا لیکن کس کو دے گا جو کم سے کم اللہ کے احسان کو مانے۔

تو رمضان کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کیطرف سے انتظام ہے کہ مومنوں کو زیادہ سے زیادہ ملے ان کا زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو اور عید کیا ہے؟ اس بات پر شکریہ کہ اللہ تو نے ہم کو اتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہمارا کھاتا بڑھانے کے لئے آپ نے اتنا بڑا انتظام کیا ایسا موقع دیا کہ اس سے ہم اپنا کھاتا بڑھائیں اپنی آمدنی بڑھائیں، آمدنی بڑھانے کا اتنا زرّیں اور شاندار موقع آپ نے ہم کو دیا ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور دو رکعت نماز شکریہ کی پڑھتے ہیں یہ جو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں یہ شکریہ کی ہیں شکرانہ کی نماز ہے، کس چیز کا شکریہ؟ اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے ۳۰ دن ہم سے اپنی بندگی کروائی بندگی کی توفیق دی توفیق نہ دیتا تو ہم کیا بندگی کرتے؟ کیا ہم کو خوشی ہوتی ہے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اللہ تعالیٰ توفیق نہ دیتا تو معلوم نہیں ہم کیا کرتے ہوتے؟ شرک میں مبتلا ہوتے، شرک کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا ہے، شرک یہ ہے کہ اس کو چھوڑ کر آدمی کسی اور سے مانگے اس کو چھوڑ کر کسی اور سے امید لگائے اس کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا ہے، سب کچھ دیا ہوا ہمارا اور مانگ رہے ہو دوسروں سے، بیوقوفی کی بات ہے۔

اس لئے سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے ہم کو مسلمان بنایا دنیا میں کتنے ہیں جو مسلمان نہیں ہیں تو کتنا بڑا احسان ہے ہم پر اللہ کا کہ اس نے ہم کو اسلام کے دائرہ میں رکھا کفر کے دائرہ میں نہیں رکھا کسی کفر کے ماحول میں خدانخواستہ ہوتے تو کیا کرتے؟ ہر چیز سے محروم ہو جاتے کیونکہ جو کچھ ہے سب مومن کے لئے ہے کافر کے لئے کچھ نہیں۔

کافر کہتے ہیں اللہ کے احسان کا انکار کرنے والے کو اللہ کے رازق ہونے کا انکار کرنے والے یا اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی رازق سمجھنے والے کو۔ کافر کے معنی عربی میں انکار کرنے والے کے ہوتے ہیں کافر کے

معنیٰ انکار کرنے والا اور کفر کے معنیٰ انکار یعنی اللہ کا انکار، اللہ کی نعمتوں کا انکار، اللہ کی مرضی کا انکار، اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں کرتا اس کے لئے کوئی چیز نہیں اللہ نے اس کا کوئی حصہ نہیں رکھا۔

اور مسلمان وہ ہے جو اپنے آپ کو سپرد کرنے والا ہو مسلم کے معنیٰ سپرد کرنے والا یعنی ہم نے اپنے کو اللہ کے حوالے کر دیا، جیسا اللہ چاہے گا ویسا ہم کریں گا ہم نے اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے سپرد کر دیا ہے جو اللہ کی مرضی وہ ہماری مرضی، اس کو کہتے ہیں مسلم اور اس کا پورا عقیدہ رکھنا دل سے، اس کو کہتے ہیں مومن اور اس کے لئے سب کچھ ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بندہ زیادہ سے زیادہ انعام پائے کبھی رمضان کے روزے کے ذریعہ کبھی صدقہ وخیرات کے ذریعہ، کبھی تلاوت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس کا کھاتا بڑھاتا رہتا ہے، ورنہ ایمان کے ساتھ صرف پانچ وقت نماز پڑھتا رہے اور روزے رکھے تو مومن ہے اور کام چل جائے گا اس کا انشاء اللہ تعالیٰ، لیکن مزید اس کی دولت بڑھانے کے لئے آخرت کا اور بڑھانے کے لئے یہ سب کرتا ہے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیس دن گزروائے اور اس میں جس کو جو توفیق ملی اس نے وہ عمل کیا اور اس عمل کا اللہ کے یہاں بڑا صلہ بڑا انعام ہے بشرطیکہ وہ اللہ کے لئے ہو، اللہ کے شکر کے طور پر کیا ہو تو یہ اسی بات کی خوشی ہے اسی کے لئے دو رکعت نماز پڑھ کر شکر ادا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سب کو یہ خوشی مبارک کرے اور یہ سمجھنے کی توفیق دے کہ جو کچھ دیا ہوا ہے وہ اللہ کا دیا ہے اور ہمیں اس کو ماننا ہے، اگر یہ ماننے میں کوتاہی کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے یہاں ہماری کوئی حیثیت نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ہمیں کچھ ملنا مشکوک ہوگا۔

باقی جو غلطیاں ہو جاتی ہیں کوتاہیاں ہوتی ہیں غفلتیں ہوتی ہیں تو اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے انتظام کیا ہے کہ توبہ کر لو توبہ کا دروازہ اللہ تعالیٰ نے کھلا رکھا ہے کہ توبہ کر لو اور وقتاً فوقتاً توبہ کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنا چاہیے کہ اے اللہ تعالیٰ ہم سے بڑی غلطی ہوئی، بڑی ناشکری ہوئی، کوتاہی ہوئی ہم کو معاف فرما دے آدمی دل سے دعا مانگے اور معافی مانگے تو اللہ معاف کر دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم سے مانگو ہم دیں گے اور معاف کر دیں گے، تو یہ معاملہ بھی اللہ تعالیٰ نے ٹھیک کر دیا کہ غلطی ہو جائے، کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے لیکن دل سے معافی مانگنا پڑتا ہے، آدمی کو صدمہ ہو اس بات کا کہ ہائے ہم سے غلطی ہو گئی ہم اللہ سے معافی مانگیں تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔

اللہ ہم سب کو مبارک کرے یہ عید، بار بار رمضان لائے اور بار بار عید کی خوشیاں ہم کو عطا فرمائے اور اس کو ہماری توفیق بڑھانے کا ذریعہ بنائے کہ زیادہ سے زیادہ ہم اللہ کی رضاء کے لئے کام کریں، اور زیادہ سے زیادہ اس کی ناراضی سے بچنے کی کوشش کریں تاکہ ہماری آخرت بہتر ہو، یہ دنیوی زندگی چند روز کی ہے گزر جائے گی اور آخرت کی زندگی نہ ختم ہونے والی ہمیشہ رہنے والی ہے اس کی فکر زیادہ کرنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو آخرت کی فکر کی توفیق دے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔


ہندی زبان میں ماہنامہ

سچار اہی

سماجی • ادبی • دینی اور تاریخی مضامین پر مشتمل

پیام انسانیت اور قومی اتحاد کا علمبردار

بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے

قیمت فی شمارہ Rs.9/= سالانہ چندہ Rs.100/=

مجلس صحافت ونشریات، ٹیگور مارگ پوسٹ بکس نمبر ۹۳ (ندوۃ العلماء) لکھنؤ

نوٹ: چیک/ڈرافٹ ''سکریٹری مجلس صحافت ونشریات'' کے نام سے ارسال کریں۔






# قبر کا آرام و راحت اور اس کا عذاب

• شمس الحق ندوی

عذاب قبر اور اس کا راحت و آرام غیب کی ان باتوں میں سے ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے، اس دنیا کے لئے عمل اور تیاری حیات انسانی کا مقصد اولین ہے۔ اس سلسلہ کی سب سے مفصل روایت وہ ہے جس کو حافظ ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند میں تمیم بن اوس داری کے حوالہ سے بیان کی ہے وہ روایت درج ذیل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ موت کے فرشتے سے فرماتا ہے کہ تم میرے نیک بندے فلاں بن فلاں کے پاس جاؤ، میں نے اس کو رنج و خوشی دونوں حال میں آزمایا اور پرکھا ہے وہ ایسا ہی ثابت ہوا جیسا میں پسند کرتا ہوں۔ تم اس کو میرے پاس لاؤ میں اس کو آرام و راحت دوں گا۔ آقا کا حکم پاکر فرشتۂ موت پانچ سو فرشتوں کے ہمراہ جن کے ساتھ کفن اور جنت کی خوشبو (حنوط) اور خوشبودار پھولوں کی تھال ہوتی ہے اور تیز خوشبودار مشک میں بسا ہوا سفید ریشم ہوتا ہے، اس نیک بندے کے پاس جاتا ہے، یہ فرشتہ اللہ کے نیک بندے کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور دیگر فرشتے چاروں طرف سے اس کے گرد حلقہ بنا لیتے ہیں اور ہر فرشتہ اس شخص کے کسی عضو پر ہاتھ رکھ دیتا ہے، پھر سفید ریشم اور مشک اس کی ٹھڈی کے نیچے ڈال دیا جاتا ہے اور اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس کی روح کو جنت کی نعمتوں سے اس طرح بہلا دیا جاتا ہے، جس طرح روتے ہوئے بچوں کو ان کے گھر والے بہلاتے ہیں، اور فرشتۂ موت کہتا ہے اے پاکیزہ روح تو بے کانٹے کی بیری تہہ بہ تہہ کیلوں، دور تک پھیلے ہوئے سائے اور پانی کے جھرنوں میں چل، آپ نے فرمایا فرشتۂ موت اس شخص کے ساتھ مہربان ماں سے بھی زیادہ شفیق ہوتا ہے۔ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ روح اپنے رب کو محبوب اور پیاری ہے، لہٰذا وہ اس روح کے ساتھ اپنے لطف و مہربانی کے سلوک میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہوتا ہے، اس بندہ کی روح اس آسانی کے ساتھ نکل جاتی ہے جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے (کہ نہ آٹے کی ہیئت میں کچھ فرق آتا ہے اور نہ بال پر آٹے کا اثر ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ (نحل ۳۲) ترجمہ: (ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جب فرشتے ان کی جانیں نکالنے لگتے ہیں اور یہ (کفر و شرک سے) پاک ہوتے ہیں۔

آگے فرمایا: فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ وَّ جَنَّتُ نَعِیْمٍ (واقعہ) ترجمہ: (پھر اگر وہ (خدا کے) مقربوں میں سے ہے (تو اس کے لئے) آرام اور خوشبودار پھول اور نعمت کے باغ ہیں۔

جب فرشتۂ موت اس کی روح قبض کر لیتا ہے تو روح جسم سے کہتی ہے خدا تمہیں میری طرف سے اچھا بدلہ دے کہ تو مجھے لے کر اللہ کی اطاعت کی طرف تیزی سے لپکتا تھا۔ اور اللہ کی نافرمانی سے دور رہتا تھا۔ خود بھی محفوظ رہا مجھے بھی نجات دیا اور شر سے بچایا پھر جسم روح سے اسی طرح کی بات کہتا ہے اور اس شخص پر زمین کے وہ تمام حصے جہاں یہ خدا کی عبادت کرتا تھا۔ روتے ہیں اسی طرح آسمان کے وہ تمام دروازے جن سے اس کا عمل نیک اوپر جاتا تھا اور جن سے اس کا رزق نازل ہوتا تھا روتے ہیں۔ جب فرشتۂ موت اس کی روح قبض کر لیتا ہے تو پانچ سو فرشتے اس کے جسم کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں اور غسل دینے کے وقت انسانوں سے قبل یہ فرشتے اس میت کا پہلو بدل دیتے ہیں۔ اور انسانوں کے کفن پہنانے سے قبل اس کو کفن پہنا دیتے ہیں۔ اور اس کے گھر سے لے کر قبر تک فرشتے دو رویا کھڑے ہو جاتے ہیں اور استغفار سے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اس وقت ابلیس چیخ چیخ کر اپنے کارندوں سے کہتا ہے تمہارا ستیاناس ہو یہ تم سے کس طرح بچ نکلا۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ خدا کی طرف سے اس کی حفاظت ہو رہی تھی۔

اس کے بعد جب فرشتۂ موت اس کی روح کو لے کر آسمان پر چڑھتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں اور ہر فرشتہ اس پاک روح کو اللہ کی طرف سے ایسی خوشخبری دیتا ہے جو پہلے فرشتے کی خوشخبری سے الگ ہوتی ہے، (یعنی طرح طرح کی خوشخبریاں ملتی ہیں) اور جب فرشتۂ موت اس پاک روح کو لے کر عرش پر پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتے ہیں میرے بندے کی روح کو بے کانٹے کی بیریوں تہہ بہ تہہ کیلوں، دور تک پھیلے ہوئے سایہ اور جھرنوں (کی پُر بہار اور راحت بخش جگہ) میں داخل کر دو، پھر جب وہ بندہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے دائیں طرف نماز کھڑی ہو جاتی ہے اور روزہ بائیں طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور قرآن کریم سر کے پاس آجاتا ہے اور صبر بھی قبر کی ایک

سمت میں آکر کھڑا ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کے پاس عذاب کو بھیجتا ہے۔ نماز کہتی ہے دور رہو۔ اللہ کا یہ نیک بندہ عمر بھر عمل میں مشغول رہا، جب قبر میں پہونچا تو اسے راحت ملی ہے۔ کیوں نہ میر کا یہ شعر پڑھ لیجئے ؎

سرہانے میر کے آہستہ بولو!
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

پھر عذاب بائیں طرف سے آتا ہے تو روزے بھی وہی کہتے ہیں جو نماز نے کہا اس کے بعد عذاب سر کے پاس آتا ہے تو قرآن کریم اور ذکر بھی اس سے یہی کہتے ہیں کہ (بہت تھکا ہے آرام کرنے دو) پھر وہ پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو وضو یہی کہتا ہے عذاب جدھر سے بھی آتا ہے دیکھتا ہے کہ اللہ کے اس نیک بندے نے جنت حاصل کر لی، عذاب شرمندہ ہو کر چلا جاتا ہے، پھر صبر انماز، روزہ اور قرآن سے کہتا ہے تمہاری حمایت و حفاظت دیکھ کر میں نے اپنا کام نہیں کیا، اگر تم کمزور پڑتے تو میں اس کا ساتھ دیتا۔ جب اس وقت تم اس کے لئے کافی ہو گئے تو میں پل صراط پر اور اعمال تولنے کے وقت اس کا ساتھ دوں گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو بھیجے گا جن کی آنکھیں چکا چوند کر دینے والی بجلی کی مانند ہوں گی۔ آواز ان کی بجلی کی زبردست کڑک جیسی ہوگی، دانت (بڑے بڑے) سینگ جیسے ہوں گے۔ ان کی سانس ایسی گرم ہوگی کہ جیسے شعلے نکل رہے ہوں رحم و کرم ان میں نام کا نہ ہوگا۔ ان دونوں فرشتوں کا نام منکر نکیر ہے، دونوں کے ہاتھ میں اتنا وزنی ہتھوڑا ہوگا کہ قبیلہ ربیعہ و مضر کے سب لوگ جمع ہو کر اٹھائیں تو نہیں اٹھا سکتے۔ یہ دونوں فرشتے اس شخص سے کہیں گے کہ بیٹھ جاؤ جب بیٹھ جائے گا اور کفن کھسک کر کمر پر آجائے گا تو پھر اس سے فرشتے سوال کریں گے تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارا نبی کون ہے؟ یہ سن کر صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ کے رسول آپؐ ان دونوں فرشتوں کی یہ ہیبتناک صورت بیان فرما رہے ہیں تو ان سے بول کون سکے گا؟ اللہ کے رسولؐ نے جواب میں فرمایا:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (خدا مومنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور) پکی بات سے دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا) اور خدا بے انصافوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے)

بندہ جواب دے گا کہ میرا رب اللہ ہے، دین میرا اسلام ہے، نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس جواب کے بعد دونوں فرشتے اس سے کہیں گے تم نے سچ کہا اور پھر قبر کو اونچی اور چاروں طرف سے چالیس چالیس ہاتھ وسیع کر دیں گے۔ اس کے بعد اس سے کہیں گے اوپر دیکھو، وہ اوپر دیکھے گا تو جنت کی طرف ایک دروازہ کھلا ہوا نظر آئے گا۔ پھر یہ دونوں فرشتے اس سے کہیں گے اللہ کے دوست یہ تمہاری منزل ہے، یہ صلہ ہے اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: خدا کی قسم اس وقت اس مومن بندے کو ایسی خوشی حاصل ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی، پھر اس سے کہا جائیگا اپنے نیچے دیکھو، وہ نیچے دیکھے گا تو جہنم کا دروازہ کھلا نظر آئے گا۔ اور وہ دونوں فرشتے کہیں گے تم آخری خطرے سے نکل گئے۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اس وقت اس نیک بندے کو ایسی خوشی حاصل ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ملک الموت کو حکم دیتا ہے کہ میرا دشمن فلاں بن فلاں کے پاس جاؤ اور اس کو میرے پاس لاؤ میں نے اس کے لئے اپنے رزق کا دروازہ وسیع کیا اپنی نعمتیں اس کے لئے آسان اور سہل الحصول کر دیں اس کے باوجود وہ میری نافرمانی ہی کرتا رہا۔ اس کو میرے پاس لاؤ اس کو سزا دوں اور انتقام لوں اس حکم خداوندی کے بعد وہ فرشتہ نہایت بدصورت شکل میں اس کے پاس جائے گا۔ اس کے ساتھ آگ کی چھڑی ہوگی جس میں بہت سے کانٹے ہوں گے۔ اس کے ساتھ پانچ سو فرشتے ہوں گے ان کے ساتھ پیتل اور جہنم کی آگ کے ٹکڑے ہوں گے جو دہکتے ہوں گے، فرشتہ اس شخص کو اس چھڑی سے اس زور سے مارے گا کہ اس کا ہر کانٹا اس کی ہر رگ اور ہر بال کی جڑ میں گھس جائے گا۔ پھر فرشتہ اس شخص کو دہرا کر دے گا۔ پھر اس کی روح کو دونوں پاؤں کے ناخنوں کی طرف سے کھینچ لے گا۔ اور اس سے اس کو اتنی تکلیف ہوگی کہ اس پر غشی طاری ہو جائے گی فرشتہ رک جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ ہوش میں آجائے، پھر دوسرے فرشتے اس کے چہرے اور پیٹھ پر کوڑے برسائیں گے۔ اس کے بعد ملک الموت اس کو زور سے دبائے گا اور پھر اس کی روح کو دونوں گھٹنوں کی طرف سے نکال لے گا۔ اور اس کی کمر میں روک لے گا۔ شدت تکلیف سے خدا کا یہ دشمن پہلے سے زیادہ سکرات و غشی میں مبتلا ہو جائے گا۔ ملک الموت پھر رک جائے گا۔ تا آنکہ اس کو ہوش آجائے گا اور فرشتے اس کے چہرے اور پشت پر آگ کے کوڑے برسائیں گے۔ ملک الموت کا یہ عمل برابر جاری رہے گا۔ حتیٰ کہ اس کی روح کو سینے سے پھر اس کے بعد حلق سے نکالے گا، پھر فرشتے پیتل اور جہنم کے انگارے کو اس کی ٹھڈی کے نیچے رکھ دیں گے۔ اور ملک الموت کہے گا اے





لعون روح تو دوزخ کی) لپٹ اور کھولتے ہوئے پانی اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں (جو) نہ ٹھنڈا ہے نہ خوشنما چل۔

جب فرشتہ اس کی روح قبض کرے گا تو روح جسم سے کہے گی خدا تمہیں بدترین بدلہ دے، تو خدا کی نافرمانی کی طرف مجھ کو بڑی تیزی کے ساتھ لے کر بڑھتا تھا۔ اور اللہ کی اطاعت میں سستی کرتا تھا، تو برباد ہو اجھے بھی برباد کیا۔ پھر جسم روح سے اسی طرح کی بات کہے گا۔ اور زمین کے وہ تمام مقامات جہاں یہ خدا کی نافرمانی اور معصیت کا مرتکب ہوتا تھا اس پر لعنت کریں گے۔

اور شیاطین ابلیس کے پاس جائیں گے اور اس کو خوشخبری سنائیں گے کہ انھوں نے اولاد آدم میں سے ایک فرد کو جہنم میں داخل کر دیا، پھر جب وہ اپنی قبر میں رکھا جائے گا تو قبر اس پر تنگ کر دی جائے گی۔ اتنا کہ پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جائیں گی حتیٰ کہ دایاں حصہ بائیں میں، بایاں حصہ دائیں میں داخل ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے پاس اونٹ کی گردن کے برابر کالے کالے ازدہوں کو بھیجے گا۔ یہ ازدہے اس مردہ کے کانوں اور پاؤں کے دونوں انگوٹھوں کے پاس سے پکڑیں گے اور کاٹنا شروع کریں گے یہاں تک کہ سر اور پیر دونوں طرف سے کاٹتے کاٹتے کمر تک پہنچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتوں کو بھیجے گا جن کی آنکھیں بجلی کے مانند چمکدار ہوں گی۔ اور ان کی آواز بجلی کی کڑک کے مانند ہوگی اور دانت گائے کے سینگ جیسے ہوں گے ان کی آنکھ آگ کے شعلہ کی مانند ہوگی رحم و محبت ان میں نام کا نہ ہوگا۔ ان دونوں فرشتوں کا نام منکر و نکیر ہے ان دونوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں اتنا بھاری گرز ہوگا کہ قبیلہ ربیعہ و مضر کے لوگ مل کر اس کو اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکتے، یہ دونوں فرشتے اس کو بیٹھنے کا حکم دیں گے، وہ سیدھا بیٹھ جائے گا اور کفن کمر پر آجائے گا۔ منکر نکیر اس سے پوچھیں گے تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارا نبی کون ہے؟ وہ جواب دے گا مجھے معلوم نہیں۔ اس کے بعد منکر نکیر اس سے کہیں گے تمہیں کچھ نہ معلوم ہو اس کے بعد اس کو ایسی مار ماریں گے کہ قبر میں شرارے اڑیں گے پھر اس سے کہیں گے اپنے اوپر دیکھو، وہ اوپر دیکھے گا تو اس کو جنت کا ایک دروازہ کھلا نظر آئے گا، اور دونوں فرشتے اس سے کہیں گے خدا کے دشمن! اگر تم نے خدا کی اطاعت کیا ہوتا تو یہ تمہارا گھر ہوتا۔

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا اس وقت اس کو ایسا افسوس اور ایسی حسرت ہوگی کہ کبھی ختم نہ ہوگی۔ فرشتے پھر اس سے کہیں گے کہ اپنے نیچے دیکھو! نیچے دیکھے گا تو جہنم کا ایک دروازہ کھلا نظر آئے گا۔ اور فرشتے اس سے کہیں گے تم نے خدا کی نافرمانی کی اس لئے یہ ہے تمہارا ٹھکانا۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا اس وقت اس کے دل میں ایسی حسرت ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

یہ ہے قبر کا عالم اور آخری و یقینی منزل و ٹھکانا ہر انسان کا جانے وہاں تک رسائی میں کچھ دیر لگے، لہٰذا انسان کو چاہئے کہ اس آخری منزل کو اعمال صالحہ کے ذریعہ وسیع و روشن کرنے میں کوشاں رہے اور عمر کو طلب دنیا کی خاطر ایک دوسرے سے مسابقت اور اس پر کتوں کی طرح گرنے میں نہ صرف کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کمزور بندے کے رزق کی تو ضمانت لی ہے لیکن آگ سے نجات و خلاصی کی ضمانت نہیں لیا ہے لیکن صاحب عقل و فہم شخص اس چیز کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے ضمانت نہیں لیا ہے۔ اور وہ اس کو درست کرنے اور سنوارنے میں کوشاں رہتا ہے اور جس کی خدا نے ضمانت لیا ہے اس کو ضمانت لینے والے کے حوالے کر دیتا ہے۔

اس دنیاوی زندگی میں خوشحال مالدار اور تنگ حال و فقیر دونوں ہی برابر ہیں، اس کے بعد قبر میں دونوں ہی کو جانا ہے، ہر شخص کی زندگی کا ورق الٹے گا اور اس کی متاعِ حیات ختم ہوگی۔ اس کا مال و اسباب دوسروں میں تقسیم ہوگا۔ اور اس کو لوگ بھول جائیں گے۔ اس کے ساتھ اس کے نیک اعمال ہی جائیں گے۔ اور وہی اس کو فائدہ پہونچائیں گے۔

## فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ

۱۴۲۲ھ

قطعات تاریخ

برد فا مولانا سید محمد طاہر منصور پوری مرحوم (۸۳) حضرتِ طاہر بھی رحلت کر گئے
تر ہوئی اشکوں سے ہر اک آستیں
صاحبِ علم و عمل تھے بے گماں
مغفرت کا کیوں نہ ان کو ہو یقین
فکر تھی تاریخ کی آئی ندا!!
اے قمر لکھ! "فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ"
۱۴۲۲ھ

اٹھ گیا ایک (۸۳) ہمدم و مونس
چھن گئی آف اتباعِ بیش بہا
نکلی تاریخ رحلت طاہر
آج ہم نے جو "خیر خواہ" کہا
۱۴۲۲ھ

# کیا آپ طالب علم ہیں؟

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

پاکیزہ زندگی کی تعمیر میں علم کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔ علم ہمارے قلبی و روحانی احساسات و جذبات کو جلا بھی بخشتا ہے اور زندگی کے ہر ہر گوشہ کو منور و روشن بھی کرتا ہے اس میں دنیوی عظمت و رفعت کا بھی سامان موجود ہے اور اخروی اجر و ثواب بھی۔

قرآن مجید کا جہاں یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل علم کے درجات بلند کرتا ہے وہیں حدیث پاک میں یہ بشارت بھی آئی ہے کہ طالب علم کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور فرشتے ان کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔

## اہل علم کا مقام:-

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔ اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں کے اور (ایمان والوں میں) ان لوگوں کے جن کو علم (دین) عطا ہوا ہے، اخروی درجے بلند کرے گا۔

ترمذی شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ۔ جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کوئی راستہ طے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔ (ترمذی ۲/۹۳)

## اہل علم کے لئے رحمت و مغفرت کا اعلان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے۔ یبعث اللہ تعالیٰ الی العباد یوم القیامۃ ثم یبعث العلماء ثم یقول یا معشر العلماء انی لم اضع علمی فیکم الا لعلمی بکم ولم اضع علمی فیکم لاعذبکم اذھبوا فقد غفرت لکم۔ یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام بندوں کو اٹھائیں گے پھر علماء کو خصوصیت سے طلب کریں گے اور فرمائیں گے اے علماء کی جماعت! میں نے تم کو اپنا علم (دین و شریعت) کا اہل سمجھ کر دیا تھا۔ پس اپنا علم دے کر تمہیں کوئی سزا نہ دوں گا۔ جاؤ میں نے تم سب کو بخش دیا۔

اس حدیث میں اہل علم اور علماء کی جماعت کے لئے آخرت میں رحمت و مغفرت کا اعلان کیا گیا۔ جہاں تک دنیاوی ملک و مال کا تعلق ہے اس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت سنتے چلئے۔

قال ابن عباس خیر سلیمان بن داؤد بین العلم والملک والمال فاختار العلم فاعطی الملک والمال بہ۔ یعنی حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو اختیار دیا گیا کہ خواہ علم لیں، خواہ ملک و مال، تو آپ نے علم کو لینا پسند کیا۔ جس نے ملک و مال تک بھی پہونچا دیا

## علماء کی روشنائی اور شہیدوں کا خون

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء بدم الشھداء: یعنی قیامت کے دن علماء کی روشنائی اور شہیدوں کے خون کا باہم وزن ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء کی تصانیف و رسائل و اخبارات دینیہ کی تحریر و اشاعت میں جو روشنائی صرف ہوتی ہے اس کا درجہ مجاہدین شہیدوں کے خون کے برابر ہے۔

(منتخب کنز العمال و مجمع البحار)

## زندگی کی تین صورتیں

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زندگی تین صورتوں میں گذرے۔ علم سکھانے میں یا علم سیکھنے میں یا علم دین و مسائل دین کو سننے میں۔ اس کے سوا چوتھی صورت نہ ہو۔ کن عالما او متعلما او مستمعا ولا یکن الرابع (العلم والعلماء ۲۰)



## علوم قرآن اور علوم نبوت کا فیضان

صحابہ کرامؓ کی زندگی کا جہاں تک تعلق ہے وہ قرآن و حدیث کے سانچے میں بالکل ڈھلی ہوئی تھی یہی وجہ تھی کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم و عمل کے باب میں انھیں کامل بلکہ اکمل پایا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو منصب امامت تفویض فرمایا حضرت عمرؓ کے بارے میں فرمایا میرے بعد اگر کوئی نبی ہونا ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔ لیکن میری ذات پر نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اب کوئی نبی نہ آئے گا۔ اسی طرح دور دراز ملکوں میں تعلیم قرآن کی نشر و اشاعت کا کارنامہ حضرت عثمانؓ نے انجام دیا۔ اور حضرت علیؓ کو علم کا دروازہ قرار دیا گیا۔

اسی طرح دیگر صحابہ کرامؓ نے اپنی اپنی بساط کے مطابق علم و عمل اور اصلاح و تبلیغ کے میدان میں گرانمایہ انجام دیکر رضاء الٰہی کا پروانہ حاصل کیا۔

علوم قرآن اور علوم نبوت کا یہی وہ فیضان تھا جس سے سب سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے استفادہ کیا۔ اور اخلاص و للّٰہیت اور تقویٰ و طہارت کے ساتھ محنت و مشقت اور فاقہ کشی کے عالم میں علم دین حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ اور یہی نہیں کہ انھوں نے علم دین حاصل کیا، بلکہ اس کو دوسروں تک پہونچانے کا فریضہ بھی انجام دیا۔ اور پھر یہ علم سینہ بہ سینہ بتدریج تابعین تبع تابعین ائمہ اربعین و محدثین اور علماء اسلام کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ علم کے حصول اور اس کے فروغ میں انھیں بڑی سے بڑی قربانی بھی دینی پڑی، بھوک پیاس اور راحت و آرام، مال و دولت سب کچھ اللہ کے لئے قربان کر دیا۔ اور سفر و حضر کی مشقت بھی برداشت کی۔

## یہ واقعی طالب علم ہے۔

یحییٰ بن خلد سرزمین اندلس سے تعلق رکھتے تھے بیس سال کی عمر میں اندلس سے بغداد کا سفر کیا اس سفر کا مقصد امام احمدؒ سے ملاقات اور تحصیل حدیث تھا جب آپ بغداد کے قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ امام احمدؒ آج کل مسئلہ خلق قرآن میں ماخوذ ہیں حکومت کی طرف سے ان پر تدریس حلقہ قائم کرنے کی پابندی ہے۔ وہ اپنے گھر میں نظر بند ہیں

یحییٰ فرماتے ہیں: جب مجھے یہ خبر ملی تو مجھے بہت غم ہوا۔ تاہم میں نے سفر جاری رکھا، بغداد پہونچا وہاں کی جامع مسجد میں گیا اور امام احمدؒ کا مکان معلوم کیا، مکان پر پہنچ کر دستک دی۔ امام احمدؒ باہر نکلے میں نے بتلایا کہ پردیسی آدمی ہوں۔ میرے سفر کا مقصد صرف آپ سے تحصیل حدیث ہے۔ امام احمدؒ نے پوچھا تمہارا وطن کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں مغرب اقصیٰ کا رہنے والا ہوں اپنے وطن سے نکل کر سمندر کے راستے سے افریقہ ہوتا ہوا یہاں پہنچا ہوں۔

امام احمدؒ نے فرمایا: واقعی تم دور سے آئے ہو میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن آجکل مجھے آزمائش کا سامنا ہے گھر میں نظر بند ہوں۔

یحییٰ نے کہا ابو عبداللہ میں ایک پردیسی آدمی ہوں مجھے بغداد میں کوئی نہیں جانتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں روزانہ بھکاری کی شکل میں آپ کے دروازے پر آکر سوال کروں۔ آپ باہر نکل کر مجھے ایک دو حدیثیں بتلا دیا کریں۔

امام احمدؒ نے اسے اس شرط پر منظور کر لیا کہ محدثین کے حلقے میں پتہ نہ چلے۔

یحییٰ کہتے ہیں: چنانچہ میں اپنے ہاتھ میں چھڑی لیتا، سر پہ ایک پرانا کپڑا لپیٹتا اور قلم کاغذ اپنے جیب میں لے کر امام احمدؒ کے دروازے پر پہنچ جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے نام پہ سوال کرتا۔ امام احمدؒ دروازہ کھول کر مجھے اندر بلا لیتے اور دروازہ بند کر لیتے۔ دو یا تین حدیث مجھے بتلا دیتے، میں انھیں قلمبند کر لیتا۔ اس طرح میرے پاس تین سو حدیثیں ہو گئیں۔

پھر امام احمدؒ سے پابندی ہٹالی گئی اور انہیں تدریسی حلقہ قائم کرنے کی اجازت دے دی گئی چنانچہ جب میں حلقہ میں پہنچتا تو آپ میرے لئے جگہ خالی کراتے اور مجھے اپنے بغل میں بٹھاتے اور اپنے شاگردوں سے کہتے یہ واقعی طالب علم ہے اور انہیں میرا واقعہ سناتے۔ (السیر ۱۳/۲۹۳)

کیسا نصیحت آمیز ہے یہ واقعہ۔ کاش کہ ہمارے مدارس عربیہ (جہاں حدیث کی سیکڑوں کتابیں موجود ہیں) کے طلباء اس واقعہ سے سبق لیں اور علم حدیث کے حصول میں محنت و مشقت کے ساتھ اپنے اندر تواضع و انکساری پیدا کریں۔

## شوق علم

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے باہر سے آکر کہا کہ ہاتھی آیا۔ چونکہ عرب میں ہاتھی نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے سب آدمی ہاتھی دیکھنے کے واسطے باہر چلے گئے۔ یحییٰ بن یحییٰ اندلسی بیٹھے کتاب دیکھتے رہے۔ امام مالکؒ نے پوچھا کہ ہاتھی تو اندلس میں بھی نہیں ہوتا، کہا جناب! میں مغرب سے چل کر یہاں تک اس لئے آیا ہوں کہ جناب کے فیوض سے استفادہ کروں، اس لئے نہیں آیا کہ ایسے بابرکت شغل کو چھوڑ کر گلی کوچوں میں ہاتھی دیکھتا پھروں (تاریخ المشاہیر ۴۶)

یحییٰ اندلسی کا یہ واقعہ ہمیں دوران تعلیم فضولیات سے اجتناب کرنے اور اپنے وقت کو زیادہ سے زیادہ کارآمد بنانے کی تلقین کرتا ہے۔

## شراب علم کی لذت:

یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں: میں تحصیل علم کی

خاطر تیس سال سفر میں رہا۔ ایک سفر میں میرے پاس زادِ راہ ختم ہوگیا۔ میں رات میں اجرت پر کتابیں نقل کرنے لگا اور دن میں علم حاصل کرتا۔ ایک دن میں رات میں چراغ کی روشنی میں کتاب نقل کر رہا تھا سردی کا زمانہ تھا۔ اچانک میری آنکھ میں پانی اُتر آیا جس کی وجہ سے مجھے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ مجھے لگا کہ اب میری بینائی ختم ہوگئی ہے اور اب میں تحصیل علم سے محروم ہو جاؤں گا یہ سوچ کر میں رونے لگا۔ میری آنکھ لگ گئی دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ نے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا حضرت میری بینائی سلب ہوگئی ہے مجھے افسوس ہے کہ اب میں علم سے محروم رہوں گا۔ آپؐ نے کہا میرے قریب آؤ میں آپؐ کے قریب آیا، آپؐ نے اپنا دستِ مبارک میری آنکھوں پر پھیر دیا مجھے لگا کہ آپ نے کچھ پڑھ کر دم کیا۔ جب میں بیدار ہوا تو میری آنکھیں بالکل صحیح ہو چکی تھیں، پھر میں نے لکھنا شروع کر دیا (البدایہ والنہایہ ۸/۲۹۸)

امام ابوعبداللہ بن اسحاق بن مندہؒ نے تعلیم کے لئے بیس سال کی عمر میں سفر کیا اور پینسٹھ سال کی عمر میں واپس آئے۔ اس طرح آپ کے تعلیمی سفر کی مدت پینتالیس سال ہوتی ہے جس میں آپ نے ستر سے زائد اساتذہ سے علم حاصل کیا (تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۰۳۲)

چلی ہے لیکے وطن کے نگار خانہ سے
شرابِ علم کی لذت کہاں کہاں مجھ کو

## دورانِ تعلیم کبھی خطوط کا مطالعہ نہیں کیا

شیخ احمد بن یحییٰ منیریؒ جو صاحب المقامات والکرامات بزرگ گزرے ہیں آپ کا شمار مشاہیر اولیاء اللہ میں ہے ان کی عمر شریف ایک سو بیس برس کی تھی۔ ان کے شوقِ علم کا یہ عالم تھا کہ صاحب نزہۃ الخواطر علامہ سید عبدالحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ بزرگ زمانہ تعلیم میں والدین اور اقارب کی طرف سے آئے ہوئے خطوط کا مطالعہ نہیں کرتے تھے کہ کسی وحشتناک خبر سے دل کو دوسری پریشانی نہ لاحق ہو اور یکسوئی میرے مطالعہ کی جاتی رہے۔ (نزہۃ الخواطر جلد اول ص۹)

یہ سبق آموز واقعات جہاں ہمارے مدارس دینیہ کے طلباء کو علم دین کے حصول میں ہر قسم کی صعوبت برداشت کرنے اور سخت محنت و مشقت کرنے کی ترغیب دیتے ہیں وہیں یہ پیغام بھی دیتے ہیں کہ علم کو صرف رضاء الٰہی کے لئے حاصل کرنا چاہیئے۔

## اپنے آپ کو فنا فی العلم کردو۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنی تقریروں میں طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ اپنے آپ کو علم کے حوالے کردو اور اپنا سب کچھ علم کے راستے میں قربان کردو، جب تم اپنا سب کچھ علم کے حوالہ کردوگے تو علم کا کچھ معمولی حصہ حاصل ہو جائے گا۔ اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو سن لو! تم کو علم کی ہوا بھی نہیں لگے گی اور اگر تمہاری ذہانت و فطانت سے علم کے بارے میں کچھ شد بد حاصل ہو بھی گئی تو علم کا نور اور علم کی برکت تمہیں نہ مل سکے گی۔ لہٰذا تم اپنے آپ کو فنا فی العلم کردو اور اپنی ہستی کو علم کے حصول کے لئے شاد و حضرت امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

اَلعِلمُ لَا یُعطِیکَ بَعضَهٗ حَتّٰی تُعطِیهِ کُلَّکَ فَاِنْ اَعطَیتَهٗ کُلَّکَ فَاِنَّکَ عَلٰی خَطَرٍ اَنْ یُعطِیَکَ بَعضَهٗ۔

ترجمہ:۔ علم تم کو اس وقت تک کچھ نہیں دے گا جب تک تم اپنے آپ کو اس کے حوالہ نہ کردو۔ اگر تم مکمل طور پر اپنے آپ کو اس کے حوالہ کردوگے۔ تو ممکن ہے کہ علم تم کو کچھ دیدے۔

مٹا دو اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہو
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

## غزل

مولانا محمد خالد ندوی فیضی غازی پوری

موسمِ کرب سے جھلسی کلی معلوم ہوتی ہے
چمن میں اب تو ہر سو بے کلی معلوم ہوتی ہے
نگاہ و قلب میں ہو گر بسی بوئے گلِ جاناں
تو پھر کیفِ فراواں زندگی معلوم ہوتی ہے
ابھی تک موج دریا کے سہارے میری کشتی تھی
خضر آئے تو کشتی ڈوبتی معلوم ہوتی ہے
بدل کس نے دیا آئینِ میکش میکدہ ساقی
جہاں میں اب تو ہر شئی اجنبی معلوم ہوتی ہے
ترے ایماء ہی پہ آئے تھے ہم میخانہ اے ساقی
مگر جلوؤں میں چاہت کی کمی معلوم ہوتی ہے
نہیں شکوہ خزاؤں کو چمن میں اے چمن والو
بہاروں میں بھی اب تیرہ شبی معلوم ہوتی ہے
خردنے عقل کل سمجھا تھا دبر جن کو جانا تھا
محض فنکار کی وہ آذری معلوم ہوتی ہے
کہاں تک داستانِ غم سناؤں تجھ کو اے فیضی
کہ اس سے بھی تو اب شرمندگی معلوم ہوتی ہے

## دُعائے مغفرت

- ارشاد احمد صاحب کارکن دفتر نظامت ندوۃ العلماء کی حقیقی پھوپھی کا مورخہ ۲ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ کو ۹۵ برس کی عمر میں انتقال ہوگیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

مرحومہ خداترس اور دین دار خاتون تھیں۔

- مدرسہ رحمانیہ مکارم نگر شاخ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مدرس مولوی عبدالعزیز کی والدہ کا ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ کو طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے





## سابق مددگار ناظم ندوۃ العلماء

# مولانا سید محمد طاہر حسینی منصور پوری کی وفات

قارئین کو بڑے افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جارہی ہے کہ ندوۃ العلماء کے سابق مددگار ناظم، صاحب نسبت بزرگ اور عالم دین مولانا سید محمد طاہر صاحب حسینی منصور پوری طویل علالت کے بعد دوشنبہ ۸ر شوال المکرم ۱۴۲۲ھ (۲۴ر دسمبر ۲۰۰۱ء) صبح کو لکھنؤ میں اپنے مکان واقع خاتون منزل گولا گنج لکھنؤ میں انتقال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی عمر ۷۲ سال سے متجاوز تھی۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو برسوں ندوۃ العلماء کی خدمت کا موقع ملا، جس کو انھوں نے نہایت دیانت داری اور بہتر طریقہ سے انجام دیا، ۱۹۵۸ء سے ۱۹۹۸ء تک ندوۃ العلماء ان کی خدمات سے مستفید ہوتا رہا۔ آخر کے دو تین سال ان کی شدید علالت کے تھے جس نے ان کو بہت کمزور کر دیا تھا۔ اور ان کی سرگرمیاں گھر کے حدود تک محدود ہوگئی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ تعلیم و تزکیہ اور ذکر و شغل کا عمل جاری رکھے ہوئے تھے۔ آخر میں جب صحت نے بالکل جواب دے دیا تھا۔ تو وہ لکھنؤ کے ایک نرسنگ ہوم گرین کراس میں داخل کر دئے گئے تھے جہاں وہ ڈاکٹر عبدالمعبود خاں صاحب کے زیر علاج تھے، افاقہ نہ ہو سکنے کی صورت میں وہ گھر لائے گئے اور صرف ایک رات ہی گزاری تھی کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے احاطہ میں سوگواروں کی بڑی تعداد کی موجودگی میں ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے مولانا مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر جنازہ کو رائے بریلی لے جایا گیا جہاں دائرہ شاہ علم اللہ میں خانوادہ حسنی کے قبرستان میں انھیں ان کی اہلیہ مرحومہ دختر مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب (سابق ناظم ندوۃ العلماء) کے پاس سپرد خاک کیا گیا، غفر اللہ لھما ورفع درجاتھما آمین۔

مولانا مرحوم ایسے محاسن اور خوبیوں کے حامل تھے جو کمیاب ہیں، وہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہ (سابق ناظم ندوۃ العلماء) کے نہایت معتمد علیہ رہے، اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ کے محبوب خلیفہ تھے، انھیں حجاز مقدس میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہ کی رفاقت کا شرف حاصل رہا تھا جس موقع پر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ بھی حجاز تشریف لے گئے تھے، اور کعبۃ اللہ شریف کے اندر جانے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔

مولانا موصوف کا تعلق مظفر نگر میں منصور پور کے سادات کے خاندان سے تھا، لیکن ندوۃ العلماء سے وابستگی کی وجہ سے انھوں نے لکھنؤ میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔

مولانا کے پسماندگان میں تین صاحبزادے مولانا سید سلمان حسینی ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء اور مولانا سید اسحاق حسینی ندوی استاد مدرسہ عالیہ عرفانیہ لکھنؤ اور مولانا سید صہیب ندوی مہتمم جامعہ سید احمد شہید کٹولی لکھنؤ اور ایک صاحبزادی (اہلیہ ڈاکٹر سید احمد الحسنی ندوی) ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور سبھی پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے، قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

# مغرب میں اسلام کی لہر

محمد وثیق ندوی

ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پنٹاگن پر حملوں کے بعد جہاں پوری دنیا میں اسلام دشمن میڈیا نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے خصوصاً مغربی دنیا اور امریکہ میں اسلام کے خلاف نفرت اور بیزاری کی جارحانہ مہم چلائی جارہی ہے، بغض وعداوت نسل پرستی اور فرقہ وارانہ نفرت کی آگ بھڑکائی جارہی ہے۔

مسلمانوں کا عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے گویا مسلم مخالف طوفان برپا ہوگیا ہے، تو دوسری طرف خود امریکہ اور یورپ میں اس حادثہ کے بعد اسلام کی ہوا چل پڑی ہے، اسلام سے دلچسپی میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ اور اسلام، مسلمانوں، عربوں اور افغانوں کے متعلق زبردست تجسس پیدا ہوگیا ہے۔ لوگ اسلام اور مسلمانوں کو قریب سے جاننے اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگے ہیں اسلامی تہذیب و تمدن، اسلامی اقدار و روایات، دینِ اسلام اور اس کے نظریات وخیالات کے بارے میں جاننے کی کوشش کرنے لگے ہیں، بقول (بین الاقوامی تعلقات کے) پروفیسر رابرٹ کے: ایسا لگتا ہے کہ دلچسپی کا ایک آتش فشاں پھٹ پڑا ہے چنانچہ امریکہ اور یورپ میں لوگ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں، مرد عورت، بوڑھے، جوان اور لڑکیاں بڑی تعداد میں قرآن شریف کے انگریزی ترجمے اور مسلمانوں سے متعلق لٹریچر خرید رہے ہیں۔ طالبان، فلسطین اور اسلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر رہے ہیں اس کے لئے وہ اسلامی سنٹروں اور مسجدوں میں حاضر ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں سے مختلف سطحوں پر ملاقاتیں۔ اور رابطہ قائم کر رہے ہیں اور ایسے اداروں میں پابندی سے حاضر ہو رہے ہیں جہاں انھیں افغانستان اور امریکہ کی خارجہ پالیسی کے متعلق صحیح اور سچی معلومات بہم پہونچ سکتی ہیں۔

"امازون" ویب سائٹ نے سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتابوں کا ایک سروے کیا ہے اس سروے کے مطابق سب سے زیادہ جو کتابیں فروخت ہوئیں ان میں قرآن شریف کے فرانسیسی ترجمے اور اسلامیات سے متعلق کتابیں سرِ فہرست ہیں۔ ۱۱ ستمبر کے واقعہ کے بعد فرانس میں قرآن شریف کے فرانسیسی ترجموں کی مانگ اور مقبولیت میں زبردست اضافہ ہوا ہے بعض فرانسیسی کتب فروشوں کا کہنا ہے کہ قرآن مجید کے ترجمے اتنی بڑی تعداد میں فروخت ہوئے ہیں کہ اس کی مثال نہیں ملتی، پیرس کے مکتبوں میں قرآن شریف کے ترجموں کے اسٹاک ختم ہو چکے ہیں، اشاعتی اداروں نے نئے ایڈیشن شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ لوگوں کی مانگیں پوری کی جا سکیں۔

بعض تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ اسلام سے دلچسپی کا سبب اسلام کو براہِ راست سمجھنے اور جاننے کی خواہش اور جذبہ ہے۔

امریکہ میں اس حادثہ کے بعد پہلے کے مقابلہ میں چار گنا تیز رفتاری کے ساتھ قبول اسلام کے واقعات سامنے آرہے ہیں جبکہ اب سے پہلے ایک اندازہ کے مطابق ۲۵ ہزار افراد سالانہ شرح سے اسلام قبول کر رہے تھے۔ مغرب سے ایسی رپورٹیں اور خبریں آرہی ہیں جن سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مغرب میں اسلام کتنی تیزی سے پھیل رہا ہے اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر رہے ہیں۔ لوگ بڑے جذبہ اور شوق سے اسلام کا براہِ راست مطالعہ کر رہے ہیں۔ اور شرح صدر ہو جانے کے بعد اسلام کے دامنِ امن میں پناہ لے رہے ہیں۔

اسی طرح سوئیڈن میں اسلام کی طرف لوگوں کے رجحان میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے ہر ہفتہ کم سے کم دو افراد اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ابھی حال ہی میں دو لڑکیوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ ان میں سے ایک گونگی اور بہری ہے۔ اس نے ایک مسجد میں ایک پرچی پر لکھ کر اپنے اسلام لانے کی خبر دی، جبکہ دوسری خاتون نے جن کی عمر اٹھارہ سال ہے انٹرنیٹ کے ذریعہ اسلام کا مطالعہ کیا اور اسلام کی حقیقت سے واقف ہو جانے کے بعد قبول اسلام کا اعلان کر دیا، اسی طرح چاڈ کے جنوبی علاقہ کے ایک گاؤں میں ۳۷ لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے، ۱۱ ستمبر کے واقعہ کے بعد قبول اسلام کے واقعات میں زبردست اضافہ ہوا ہے "جان و دل" کے مطابق جیسے جیسے دن گذرتے جائیں گے اس رجحان میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ پورے یورپ میں اسلام کا غلبہ ہو جائے گا۔

چنانچہ مسلمانوں خصوصاً امریکن مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس موقع کا بھرپور فائدہ اٹھائیں، امریکن باشندوں سے ملاقاتیں کریں۔ اسلامی تعلیمات سے ان کو واقف کرائیں۔ اور موجود وسائل وامکانات سے اسلام کی نشر واشاعت میں مدد لیں اس کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی احتیاطی تدابیر اختیار کریں۔ اور موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے دعوتِ اسلامی کا کام انجام دیں۔



## سالِ نو کی آمد

خلیل پرتاپ گڈھی

الوداع سال گذشتہ ایک مثبت دو ہزار (۱+۲۰۰۱=۲۰۰۲)
کیا کہوں دورِ خزاں تجھ کو کہ یا فصلِ بہار

تیرا استقبال پہلے دن ہوا تھا شاندار
دیدہ زیب اسطرح کہ سب یاد رکھیں بار بار

بند مٹھی تھا جب آیا، جب کھلی ظاہر ہوا
چند پھولوں کا تھا گلدستہ مگر کانٹے ہزار

کس قدر کھویا ملا کیا گر لگائیں گے حساب
ہم یہ دیکھیں گے ملا کم اور کھویا بے شمار

ہے فضا جس طرح کی دانشوراں حیران ہیں
پل میں کیا ہو، ماسوا رب کون ہوگا جانکار

جی رہا ہے بس اسی امید پر ہر آدمی
آج سے شاید ہو کل بہتر بفضل کردگار

دیکھنا ہے سالِ نو دیتا ہے کیا لیتا ہے کیا
ہر کسی کے دل کو شاید ہو اسی کا انتظار

کچھ بھی ہو یہ سالِ نو سب کو مبارک ہو خلیل
لائے سب کے واسطے ہر طرح کی خوشیاں ہزار

## بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" سے

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیرِ حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں اُن کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائیگی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar, Mumbai 400 003.
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 346 0220 / 346 8708
Tel.(R): 309 5852

۱۲ نمبر اور ۱۲×۷ کی اسپیشل چائے استعمال کیجئے۔

حج ومقامات حج

حج وعمرہ کے اعمال اور زیارت اماکنِ مقدسہ کے لئے

ایک رہبر ومعتبر کتاب

یہ کتاب مولانا محمد رابع حسنی ندوی کی تصنیف ہے جنھوں نے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں سالہا سال عربی زبان وادب اور جغرافیہ جزیرۃ العرب کا درس دیا اور بار بار بلادِ عربیہ اور حجاز مقدس کا سفر کیا۔ یہ کتاب مولانا موصوف کے طویل تجربات اور مشاہدات کا نچوڑ ہے۔ یہ کتاب مقامات حج کی تاریخی اور جغرافی معلومات کے ساتھ، مسائلِ حج سے پورے طور پر واقف کراتی ہے۔ کتاب مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے مقدمہ سے آراستہ ہے۔ معیاری کتابت وطباعت، دیدہ زیب ضروری تصاویر اور نقشوں سے مزین۔ پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر روانہ کر کے کتاب رجسٹرڈ بک پیکٹ حاصل کیجئے۔

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹۔ ندوہ لکھنؤ (یو۔پی)

اللہ تعالیٰ اس کتاب سے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے

# مطالعۂ میز پر

• شمس الحق ندوی

نام کتاب : خلقِ عظیم

مصنف : مولانا ظل الرحمٰن صدیقی

صفحات : ۱۵۷، سائز ۱۸×۲۲/۸ قیمت ۴۰ روپئے

ملنے کا پتہ : مکتبہ رحمانی مسجد چال، روم نمبر ۲۱، بازار گلی سات راستہ، جیکب سرکل، ممبئی ۴۰۰۰۱۱

حسن اخلاق اور حسن سلوک کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص الخاص موضوع ہے اور یہ بات صرف عقیدت مندانہ ہی نہیں بلکہ خالص علمی اور تحقیقی ہے کہ اخلاق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اتنی مکمل ایسی معتدل اور انسانی فطرت کے اس قدر مطابق ہے کہ انسان اس پر عمل کرلے اور اپنی زندگی کے اخلاقی پہلو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ہدایت کا پابند بنالے تو وہ اس روئے زمین پر انسان کی صورت میں رحمت کا ایک فرشتہ ہوگا۔

"خلقِ عظیم" مولانا ظل الرحمٰن صدیقی صاحب خطیب مسجد سات راستہ ممبئی) کی کتاب ہے، جو اس موضوع پر ایک بہت مفید کتاب ہے، مولانا موصوف نے محبتِ رسولؐ کے جس پاکیزہ جذبہ کے تحت اخلاق کریمانہ کی تصویر کھینچی ہے اس میں خاص کشش ہے۔

دراصل یہ کتاب مولانا موصوف کی ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو انھوں نے سیرت نبویؐ کے موضوع پر جمعہ کے خطبوں سے قبل اور دیگر مواقع پر کیں۔ لیکن تقریر پر تحریر کا رنگ غالب ہے۔

اخلاق حسنہ، امانت اور حسن معاملت، اخوت و مساوات، ایثار و قربانی، ایفائے عہد، شجاعت و عزم و استقلال، عفت و عصمت، نبی امیؐ کا کمال علم اور کمال اخلاق وغیرہ کتاب کے ذیلی اور اجمالی عنوانات ہیں

## دعائے مغفرت

جناب مولانا حبیب الرحمٰن خاں صاحب شیروانی صدر یار جنگ کے نواسے چودھری محمد اللہ خاں صاحب رمضان المبارک میں انتقال فرماگئے، مرحوم کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی اور میزبانی کا شرف حاصل تھا۔ قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔


شہرۂ آفاق تصنیف
انسانی دنیا پر
مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر
چالیس سالہ کارکردگی کے موقع پر
اشاعتی تحریک
ہر پڑھے لکھے مسلمان تک پہنچانے میں
ہمارا تعاون فرمایئے
صفحات ۴۰۰۔ قیمت =/50 صرف رعایت بھی
مجلد، خوبصورت سرورق۔ روشن طباعت،
جدید ایڈیشن۔ ہم سے طلب کریں۔
مجلس تحقیقات ونشریات اسلام
پوسٹ بکس 119 ندوۃ العلماء لکھنؤ



## چند مفید کتابیں

قرآنی افادات =/140 از حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ
حدیث نبوی =/100 از حضرت مولانا عبدالحی حسنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
علمی روحانی تحفے =/20 مولانا الیاس ندوی
المنہج الاسلامی العلمی =/40 مولانا محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ
مجموعی قیمت =/Rs. 300
=/Rs.250 پیشگی بھیجنے پر مصارف رجسٹرڈ ڈاک بذمہ ادارہ

طابع و ناشر
محمد الحسنی ٹرسٹ رائے بریلی
اسٹاکسٹ:- ندوی بکڈپو پوسٹ باکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ






محمد طارق ندوی

# سوال و جواب

س: اگر فرض نمازمیں سہو ہوجائے تو یہ سجدہ سہو واجب ہوگا کہ نہیں؟

ج:- ہر نماز میں سہو کی صورت میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے!

س:- کتا کپڑوں سے رگڑتا ہوا چلا گیا۔ ایسی صورت میں غسل کرنے یا کپڑے تبدیل کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

ج:- کتے کا لعاب نجس ہے اگر لعاب نہیں لگا بلکہ خشک جسم کپڑے کو لگا ہے تو اس سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا لہٰذا نماز کے لئے کپڑے کو دھونا یا تبدیل کرنا یا خود غسل کرنا لازم نہیں ہے۔

س:- اگر مہر کا ذکر نکاح کرتے وقت نہ کیا جائے یا مہر کی نفی کردی جائے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

ج:- مہر کا ذکر نہ کرنے اور مہر کی نفی کرنے کی صورت میں نکاح درست ہوجائے گا اور مہر مثل واجب ہوگا۔

س:- ایک شخص نے امام کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر اقتداء کی تو کیا اس کی اقتداء صحیح ہوگی یا نہیں؟

ج:- صورت مذکورہ میں اقتداء کرنا صحیح نہ ہوگا۔

س:- کھجلی کے دانوں سے جو پانی مسلسل بہتا ہے اس کا کیا حکم ہے اگر وہ کپڑوں پر لگ جائے تو کپڑوں کا کیا حکم ہے؟

ج:- اگر وہ پانی اپنی جگہ سے بہہ جائے تو ناقص وضو بھی ہے اور جس کپڑے پر لگ جائے وہ بھی نجس ہوجائے گا؟

س:- کیا غیر اللہ کے لئے نذر ماننا شرعاً درست ہے؟

ج:- اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لئے نذر ماننا شرعاً درست نہیں ہے۔ کیوں کہ نذر بھی عبادت ہے۔

س:- صلوٰۃ التسبیح کے لئے کیا کوئی دن یا وقت مقرر ہے؟

ج:- صلوٰۃ التسبیح کے لئے کوئی دن اور وقت مقرر نہیں ہے۔ اگر توفیق ہو تو روزانہ پڑھا کرے ورنہ جس دن بھی موقع ملے پڑھ لے۔ اور مکروہ اوقات کو چھوڑ کر دن رات میں جب چاہے پڑھ لے۔

س:- ایک شخص کو مکان بنانے کی ضرورت ہے کیا اس کے لئے بینک سے قرض لے سکتا ہے جبکہ اس پر سود بھی دینا پڑے گا؟

ج:- یہ ایسی مجبوری اور ضرورت نہیں ہے جس میں سودی قرض لیا جائے۔ سودی قرض کا لین دین شرعاً ناجائز ہے، سودی نظام میں کسی طرح کی شرکت کو اسلام سخت گناہ قرار دیتا ہے۔

س:- جو لوگ نشانہ بازی کی خاطر جانوروں کا شکار کرتے ہیں ان کا شرعاً یہ فعل کیسا ہے؟

ج:- حلال جانوروں کا شکار جائز ہے مگر مقصود گوشت ہونا چاہئے۔ محض کھیل یا نشانہ بازی کی خاطر شکار کرنا درست نہ ہوگا۔

س:- ایک شکاری شکار کرنے کے لئے جاتا ہے اس کے پاس چاقو نہیں ہے وہ تکبیر پڑھ کر فائر کردے۔ اگر پرندہ مرجائے تو حلال ہوگا یا حرام؟

ج:- بندوق کے فائر سے جو جانور مرجائے وہ وہ حلال نہیں ہے خواہ تکبیر پڑھ کر گولی چلائی گئی ہو۔

(بقیہ)

## شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

ہو۔ اور اجرت میں اضافہ کی یہی وجہ ہے۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے فرمایا:

اے بھائیو! درویشوں کے اخلاق یہ تھے تم تو ہم جیسوں کو کرنا چاہیئے جو لباس درویشوں کا پہنتے ہیں اور کام سرکشوں و فرعونوں کا کرتے ہیں۔ اور غرور نفس کا شکار ہیں۔

اس نشست میں یہ بھی فرمایا گیا اے عزیزو! ہم میں ہر شخص کو اپنا ماتم کرنا چاہیئے اور نظر ہر دم خدا کے فضل و کرم پر رکھنی چاہیئے اور اپنے نفس کو بود و پندار سے باہر آنا چاہیئے کہ خدا کے فضل کے بغیر سب ہیچ در ہیچ ہے۔

(تذکرہ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۹۵، ۹۶)

لے تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں


احادیث رسول ﷺ کا انتخاب
تہذیب الاخلاق (عربی) کا اردو ترجمہ
حدیث نبویؐ
مجلد۔ روشن طباعت۔ خوبصورت سرورق
ہدیہ Rs.100/
محمد الحسنی ٹرسٹ، رائے بریلی
ممبئی، دہلی، دیوبند، حیدرآباد، لکھنؤ، کشمیر میں دستیاب

# زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا عذاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس آدمی کو اللہ نے دولت عطا فرمائی اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو وہ دولت قیامت کے دن اُس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گی جس کی انتہائی زہریلے پن سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں اور اس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں (جس سانپ میں یہ دو باتیں پائی جائیں وہ انتہائی زہریلا سمجھا جاتا ہے) پھر وہ سانپ (اس زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے بخیل) کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا (یعنی اس کے گلے میں لپٹ جائے گا) پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا۔ (اور کاٹے گا) اور کہے گا کہ میں تیری دولت ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔

یہ فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:-

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (آل عمران: آیت ۱۹)

اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اُس مال و دولت میں جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو دی ہے (اور اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتے) کہ وہ مال و دولت ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ انجام کے لحاظ سے وہ ان کے لئے بدتر ہے اور شر ہے۔ قیامت کے دن اُن کے گلوں میں طوق بنا کر ڈالی جائے گی۔ وہ دولت جس میں انھوں نے بخل کیا۔ (اور جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی) (صحیح بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپؐ فرماتے تھے کہ مالِ زکوٰۃ جب دوسرے مال میں مخلوط ہوگا تو ضرور اس کو تباہ کر دے گا۔


## دعوت اسلامی کے علمبردار

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ کی تصنیفات کا مطالعہ اعتدال اور توازن کی راہ کو ہموار کرتا ہے۔

عربی، اردو، انگریزی، ہندی میں دستیاب

ہم سے فہرست طلب کریں۔

**Academy of Islamic Research & Publication**

P. B. N.119, Nadwatul UlamaLko, U.P. ,India (Ph:787242)


مغربی صحافت دراصل یہودی صحافت ہے

## مغربی میڈیا اور اس کے اثرات

تالیف: نذرالحفیظ ندوی

- نیا عالمی نظام
- مغربی میڈیا کا تاریخی پس منظر
- میڈیا کے کردار کے بارے میں یہودی عزائم
- دنیا کے پردۂ سیمیں پر مسلمانوں کی تصویر
- عالم عربی پر مغربی میڈیا کی یورش
- ہندوستانی میڈیا مغرب کے نقش قدم پر
- ٹی وی کے منفی اثرات
- ذرائع ابلاغ کا علمی و فنی تجزیہ
- اسلامی میڈیا نظریہ اور عمل
- شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے

ان موضوعات پر سیر حاصل گفتگو ایک قابل مطالعہ کتاب۔ اُردو زبان میں پہلی کتاب دہلی، دیوبند، حیدرآباد، کشمیر، لکھنؤ کے BOOK DEPOT پر دستیاب۔

مجلد۔ خوبصورت سرورق۔ روشن طباعت

قیمت Rs.90/=

کیا امریکہ روس کی طرح بکھر جائے گا؟

چوتھی قسط آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

آدمی کے واسطے ہے لذتِ اکل حلال
پیٹ بھر لینا تو ہر حیوان کو بھی یاد ہے
(صفی اورنگ آبادی)





مناجات

## اسوۂ سنّت عطا کر اے خدائے ذوالجلال

دانش و حکمت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
دین پر ثابت قدم رکھ دین پر مجھکو چلا
سربلندی دین کی ہر دم رہے پیش نظر
صفحۂ ہستی سے باطل کو مٹانے کے لئے
ہر قدم پر جادۂ خیر البشر پر گامزن
حق سے باطل جب بھی ٹکرائے تو رکھ سینہ سپر
کام آئے وقت پر جو تیرے دیں کی راہ میں
حق پرستی، استقامت اور توکل دے مجھے
ذلت و محکومیت پسماندگی سے دے نجات
علم خوش خلقی، شرافت، خاکساری سے نواز
میرے دل سے ماسوا کی اپنے دے چاہت نکال
تنگی و محتاجی و افلاس و یکتا سے بچا
تلخ برداری میں تیری زیست ہو اپنی بسر
تر رہے ہر وقت تیرے ذکر میں اپنی زبان
حب جاہ و مال کو تو دل سے میرے دور رکھ
کفر و شرک و ظلم و جہل و بدعت و کبر و غرور
مجھ کو رکھ محفوظ یارب سرکشی نفس سے
ہر مسلمان بھائی کے غم کو میں سمجھوں اپنا غم
حشر میں سایہ نہ ہو جب عرش کا سایہ ملے
اُمتِ خیر الوریٰ کو نارِ دوزخ سے بچا
خُلد دے جنت عطا کر اے خدائے ذوالجلال

علم کی دولت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
دین کی الفت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
عزم بے جرأت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
صحت و قوت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
اسوۂ سنت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
غلبہ و نصرت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
مجھ کو وہ قوت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
تقویٰ کی نعمت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
عظمت و رفعت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
رحمت و رافت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
اپنی بس الفت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
رزق کی برکت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
جذبۂ طاعت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
ذکر کی لذت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
بخل سے برأت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
ان سے تو نفرت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
صبر کی طاقت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
دل میں وہ وسعت عطا کر اے خدائے ذوالجلال
قبر میں راحت عطا کر اے خدائے ذوالجلال

**سابقین کون ہیں؟**

سورۂ واقعہ میں "سابقین" کی بڑی تعریف کر کے ان کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے، ان "سابقین" سے مراد کس قسم کے لوگ ہیں؟ اس کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول ہے کہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انھیں حق دیا جائے تو اسے قبول کر لیں۔ .. اور جب ان سے حق مانگا جائے تو اسے ادا کر دیں، اور دوسروں کے معاملات میں وہی فیصلہ کریں جو اپنے بارے میں کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، ص ۲۸۳، ج ۴)

## حضرت حسنینؓ کا حکیمانہ انداز تبلیغ

علامہ کردریؒ نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نواسے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے ایک مرتبہ دریائے فرات کے کنارے ایک بوڑھے دیہاتی کو دیکھا کہ اس نے بڑی جلدی جلدی وضو کیا اور اس طرح نماز پڑھی اور جلد بازی سے وضو اور نماز کے مسنون طریقوں پر کوتاہی ہو گئی۔ حضرات حسنینؓ اسے سمجھانا چاہتے تھے لیکن اندیشہ یہ ہوا کہ یہ عمر رسیدہ آدمی ہے اور اپنی غلطی سن کر شرمندہ نہ ہو جائے، چنانچہ دونوں حضرات اس کے قریب پہونچے اور کہا کہ:- "ہم دونوں جوان ہیں، اور آپ تجربہ کار آدمی ہیں۔ آپ وضو اور نماز کا طریقہ ہم سے بہتر جانتے ہوں گے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو وضو کر کے اور نماز پڑھ کر دکھائیں، اگر ہمارے طریقے میں کوئی غلطی یا کوتاہی ہو تو بتا دیجئے گا۔" اس کے بعد انھوں نے سُنّت کے مطابق وضو کر کے نماز پڑھی۔ بوڑھے نے دیکھا تو اپنی کوتاہی سے توبہ کی، اور آئندہ یہ طریقہ چھوڑ دیا۔

(مناقب الامام الاعظم للکردریؒ ص ۳۹ و ۴۰ جلد ۱ طبع دائرۃ المعارف دکن ۱۳۲۲ھ)

## بایزید بسطامیؒ کا ایک مقولہ

حضرت بایزید بسطامیؒ (متوفی ۲۶۱ھ) شہور صوفیاء میں سے ہیں ان کا مقولہ ہے کہ:-

"اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی کرامتوں کا مظاہرہ کر رہا ہے، اور اڑ رہا ہے تب بھی اس کے دھوکہ میں نہ آؤ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ احکام شریعت اور حفظ حدود کے سلسلہ میں اس کا کیا حال ہے؟"

(البدایۃ والنہایۃ ص ۳۵ جلد ۱۱)